مزارات اولیائے دہلی

حصہ اول

مؤلفہ

جناب مولوی محمد عالم شاہ صاحب فریدی دہلوی

۱۳۳۰ ہجریہ

منصور حیدر راجہ

منشی عبدالرحیم

جان جہان پریس دہلی میں چھپا

بار اول

قیمت عمر

مزارات اولیائے دہلی

حصہ اول

مؤلفہ

جناب مولوی محمد عالم شاہ صاحب فریدی دہلوی

سنہ ۱۳۳۰ ہجری

منشی عبدالرحیم کے

جان جہان پریس دہلی میں چھپا

باراول

قیمت ۹/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ذرہ میں قمر کی ہو ضیا مشکل ہے قطرہ میں ہو یم جلوہ نما مشکل ہے
تحمید خدا نعت رسول عربی اور مجھ سے ہو تحریر بھلا مشکل ہے

اگرچہ اولیاء اللہ کے حالات سے ہزاروں کتابیں بھری پڑی ہیں مگر جبتک آدمی اُن سب کا مطالعہ کر کے بہت سا وقت صرف نہ کرے جملہ اولیاء دہلی کا پتہ لگنا مشکل ہے اور خاصکر سیاحوں زائروں کو تو خاص مزارات کا ملنا ہی خارج از امکان ہے۔ جسکے حسب ذیل وجوہ ہیں۔

(۱) اولیاء اللہ کے حالات میں جس قدر کتابیں اس وقت تک لکھی گئی ہیں انمیں کوئی کتاب ایسی نہیں جسمیں دہلی کے تمام اولیاء اللہ کے حالات یکجا جمع ہوں اور وہ بھی اس ترتیب سے کہ جس بزرگ کے حال کو ہم پڑھتے ہوں یا مزار کی زیارت کر رہے ہوں۔ اُسکے آگے اُسی بزرگ کا حال ہو جسکا مزار آئندہ ہے۔ سیر الاولیاء محض خاندان چشتیہ کے اولیاء اللہ کے حالات میں لکھی گئی۔ جملہ اولیاء دہلی کے حالات نہیں لکھے گئے۔ گو اُسوقت یا اس سے پہلے موجود ہوں۔ اخبار الاخیار میں تمام اولیاء ہند کا ذکر ہے مگر اسمیں بھی بعض اولیاء دہلی کا مطلق ذکر نہیں باوجودیکہ وہ بہت مشہور ہوئے ہیں (مثلاً شہاب الدین امام خلیفہ حضرت سلطان المشائخ

اور اُنکے صاحبزادہ و خلیفہ شیخ رکن الدین دہلوی کا مطلق ذکر نہیں۔ درحالیکہ مسعود بک خلیفہ رکن الدین دہلوی کا مفصل ذکر ہے اور ان تینوں بزرگوں کے مزارات برابر برابر ہیں۔ اسیطرح مخدوم شیخ حمید ر ملک سید الحجاب کا مطلق ذکر نہیں۔ مولانا مجدالدین کے ذکر میں لکھا ہے کہ لوگ ایام تشریق میں مقام قطب صاحب جمع ہوتے ہیں اور اسکو ختم ملا مجدالدین کہتے ہیں مگر پتہ مزار کا درج نہیں۔

(۳) کتب مروجہ میں جو پتے مزارات کے لکھے ہیں وہ بہت مجمل و مختصر ہیں۔ علاوہ ازیں اکثر مقاموں کے نام بدل گئے اکثر معدوم ہو گئے۔ مثلاً سیر الاولیا میں شہاب الدین امام کا مزار فناء دہلی میں لکھا ہے۔ اور اخبار الاخیار میں مزار مسعود بک کا لاڈو سرائے میں برابر پیر خود۔ بی بی فاطمہ سام کا مزار سیر الاولیاء میں حوالیٔ اندرپت لکھا ہے۔ اور اخبار الاخیار میں نزدیک دروازہ نخاس دہلی خرابہ میں۔ شیخ ترک بیابانی معروف شاہ ترکمان بیابانی کا مزار نزدیک قلعہ دہلی جانب فیروز آباد لکھا ہے لیکن کسی قلعہ کا نام نہیں نہ فیروز آباد کا اب نشان رہا۔ شیخ عبدالعزیز شکربار کی نسبت لکھا ہے کہ ان کا مزار اُنکی خانقاہ میں ہے مگر پتہ خانقاہ کا نہیں۔ سید عبدالاول کا مزار قلعہ دہلی میں لکھا ہے مگر نام قلعہ و سمت درج نہیں۔ شیخ نظام الدین کا مزار شہر دہلی علائی میں لکھا ہے مگر اب عام طور پر اس شہر کی حدود کون جانتا ہے علاوہ ازیں شہر میں سمت و رخ معلوم ہونا چاہیئے وغیرہ وغیرہ

(۳) بوجوہات بالا معدودے چند لوگوں کو خاص خاص مزارات سے واقفیت تھی کوئی ایک شخص جملہ مزارات دہلی سے واقف نہ تھا جس سے اندیشہ تھا کہ یہ مزارات بھی لاپتہ ہو جائیں اسلئے جملہ واقفین کی واقفیت کا مجموعہ ہونا چاہیے تھا جس سے ہر شخص بآسانی سب مزارات پر پہنچ سکے۔

(۴) اکثر خدّام غلط پتا اور غلط نام بتا دیتے تھے جس سے ناواقف آدمی کو غلط فہمی اور دھوکہ ہوتا تھا چنانچہ راقم کو بھی بمقام قطب صاحب مزار شیخ جلال الدین تبریزی عقب عیدگاہ شمسی بتایا گیا جسطرح کہ شہزادہ محمد اختر صاحب گورگانی کو بتایا گیا تھا اور انھوں نے تذکرۃ الفقرا میں چھپوا دیا حالانکہ یہ مزار بنگالہ میں ہے۔ علی ہذا مزار نجم الدین کبری متصل مزار نجم الدین صغری بتایا گیا جو کسی کتاب سے ثابت نہیں۔ اسیطرح درگاہ سلطان المشایخ میں راقم کو مزار سید فیروز گھی کا زیر ستون جو درجہ گھڑی میں لگا رکھا ہے بتایا گیا۔ اور یہی تذکرۃ الفقرا میں زیر گھڑیال ہونا چھپوا گیا ہے درحالیکہ آپکا مزار دیوگر میں ہے وغیرہ وغیرہ

پس ان وجوہ سے میں نے ارادہ کیا کہ کوئی ایسا مختصر رسالہ لکھا جائے جس سے یہ تمام شکایتیں رفع ہو جائیں اور دہلی کے سب مزارات آئینہ ہو جائیں اور جو کچھ ناموں یا مقاموں میں تغیرات ہو گئے ہیں وہ بھی معلوم ہو جائیں۔ بلکہ حتی الامکان اُنکے سنین وفات اور ہمعہد بادشاہوں کے بھی نام آجائیں اور تمام اولیاء اللہ آسودگانِ دہلی کے حالات یکجا بلحاظ موقع درج ہوں تمام کتب سیر و تواریخ و ملفوظات و

تذکرۃ الاولیاء وغیرہ کے دیکھنے کی ضرورت نہ رہے۔ اور ان کتابوں کے مطالعہ کے باوجود بھی جو باتیں رہ گئی ہوں وہ اس مختصر رسالہ میں ملجائیں۔

اس رسالہ میں دیگر کتب کا محض اقتباس ہی نہیں بلکہ نہایت تحقیق و تدقیق کے ساتھ خود مزارات پر پہنچکر اسمیں اندراج کیا گیا ہے اور جن بزرگوں کے مزارات راقم کو نہیں ملسکے اُنکو برائے نام اسمیں درج نہیں کیا گیا اور حتی الامکان تقریبًا سبکے سنین وفات نہایت تلاش و تحقیق سے درج کئے گئے۔ نیز مثل کتب شایع شدہ دیگر بزرگوں کے تذکرہ کے ضمن میں اپنے خاندان۔ آباؤ اجداد یا پیران طریقت کے حالات کا اندراج بھی ملحوظ خاطر نہیں رکھا گیا اور جملہ بزرگان دین کے حالات بے کم و کاست بلا کسی خصوصیت و رجحان قلبی کے درج کئے گئے۔ سوائے اسکے کہ کسی کے حالات ہمکو پورے نہ ملسکے ہوں۔ بنا برایں ہمارا یہ کہنا بیجا نہوگا کہ یہ بحیثیت موضوع تا حال جملہ کتب تالیف شدہ و شایع شدہ سے بدرجہ اولیٰ مفید و فائق ہے۔ اور عامہ مسلمین و خاصہ متصوفین کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ باقی۔ کار دنیا کسے تمام نکرد ؎

رسالہ ہذا دو حصوں پر منقسم ہے حصہ اول میں مزارات دہلی کہنہ مع مضافات درج ہیں۔ حصہ دوم میں مزارات دہلی شاہجہان آباد مع ملحقات۔ در اس رسالہ کے مضامین کتب مندرجہ ذیل سے اخذ کئے گئے ہیں لہٰذا جہاں کہیں اسمیں شبہ ہو ان کتابوں کی طرف رجوع کریں۔

انیس الارواح ۔ دلیل العارفین ۔ اسرار الاولیا ۔ راحت القلوب فوائد الفواد ۔ سیر الاولیا ۔ سیر العارفین ۔ اخبار الاخیار نفحات الانس روضۂ اقطاب ۔ کلمات الصادقین ۔ مطلوب الطالبین خزینۃ الاصفیا تواریخ مشایخ چشتیہ ۔ تاریخ فیروز شاہی ۔ تاریخ فرشتہ ۔ تاریخ مراۃ آفتاب نما ۔ تاریخ سیر المتاخرین ۔ آثار الصنادید ۔ ہفت قلزم یادگار دہلی ۔

حصۂ اوّل

شیخ عبد العزیز شکر بار رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ حسن طاہر کے چھوٹے صاحبزادہ ہیں ۔ جونپور میں پیدا ہوئے ڈیڑھ برس کے تھے کہ اپنے والد کے ساتھ دہلی تشریف لائے ۔ قاضی بوستان ناصحی کے مرید و خلیفہ ہیں ۔ نہایت بزرگ شریعت و طریقت و حقیقت کے عالم تھے اور بچپن سے ہی عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے تھے یہاں تک کہ شیخ وقت ہوئے ۔ آپ نے کوئی ورد و وظیفہ جو شروع عمر سے اختیار کیا تھا آخر عمر تک نہ چھوڑا ۔ آپ اتباع مشایخ اور اُنکے قواعد پر عمل کرنے میں یگانۂ زمانہ تھے ۔ اور تواضع و حلم و صبر و رضا و تسلیم و خلق و ایثار و فقر اور فقرا کی اعانت کرنے میں آپکی نظیر نہ تھی ۔ آپ سماع سنتے تھے اور وجد

بھی ذوق حال میں تھے۔ اس آیت پر آپ کا خاتمہ ہوا فَسُبْحَانَ الَّذِي بِيَدِهٖ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ط ۔ یادگار دہلی میں لکھا ہے کہ آپ نے بہت سے بزرگوں سے فیض پایا ہے۔ اور خواجہ باقی باللہ جیسے مقتدا بزرگوں نے آپکی مزار کی جاروب کشی کی ہے۔ آپ نے بزمانہ جلال الدین اکبر شاہ ۹۸۵ھ ہجری میں بہتر برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ مولف یادگار دہلی کا قیاس ہے کہ آپکے مزار کے قریب جو دو قبریں ہیں غالباً شیخ رفیع الدین محمد و وجیہ الدین کی ہونگی۔ آپ کے صاحبزادہ مولانا قطب عالم[ف] آپکے جانشین ہوئے ہیں۔

شیخ جائلدہ شیخ عبدالعزیز شکربار کے خلفا میں سب سے بڑے اور جانشین تھے۔ دوسرے خلیفہ شیخ عبدالغنی بدایونی تھے اسی مسجد میں مشغول عبادت رہتے تھے جہاں مزار شیخ شکربار کا ہے۔ لقب شکربار کی وجہ تسمیہ کسی کتاب میں نظر نہیں آئی۔ آپکے مزار کے بائیں ذرا الگ کچی قبر مولانا مملوک علی نانوتوی کی ہے جو مولانا رشید الدین خاں کے ارشد تلامذہ میں سے اور مولانا محمد یعقوب صاحب مدرس دیوبند کے والد تھے۔ مزار حضرت شکربار بیرون دہلی دروازہ مہندیوں سے اسطرف مسجد افغانان میں ہے۔

[ف] مولانا قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نہایت عالم و فاضل متقی پرہیزگار خوش اخلاق و پسندیدہ صفات تھے اور اپنے والد کے جانشین ہوئے ہیں۔ یادگار دہلی میں آپ کا مزار اسی مسجد کے نیچے لکھا ہے جس میں آپ کے والد کا مزار لکھا ہے مگر اب یہ تحقیق نہیں کہ کونسی قبر ہے۔ مولانا قطب عالم کے صاحبزادہ شیخ رفیع الدین محمد تھے جن کی صاحبزادی شیخ وجیہ الدین جد امجد مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب تھیں۔ مولف

مولانا شاہ عبد الرحیم رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے والد مولانا شیخ وجیہ الدین علیہ الرحمۃ بزمانہ شاہجہاں بادشاہ دہلی تشریف لائے تھے۔ مولانا شیخ وجیہ الدین کے انتقال کے بعد شاہ صاحب نے مدرسہ جاری کیا۔ تمام دن قرآن و حدیث کا درس دیتے رات کو طالبانِ خدا کی توجہ دہی اور سلوک طے کرانے میں مصروف رہتے دور و دراز ملکوں کے لوگ حاضر ہو کر مستفید علم ظاہری و باطنی ہوتے آپکی نسبت اسقدر قوی تھی کہ ہزاروں آدمیوں پر یکساں اثر پڑتا تھا مجلس رسول کریم صلعم میں شامل ہوتے تھے اور علوت میں خلوت نصیب رہتے تھے۔ آپ نے علم ظاہری اپنے بڑے بھائی شیخ ابو الرضا اور مولانا میر محمد زاہد ہروی ابن قاضی اسلم سے اور علم تصوف خواجہ خرد ابن و خلیفہ خواجہ محمد باقی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا اور بہت سے مشایخ سے فیض پایا۔ اور خرقۂ خلافت پہنا ہے۔ چنانچہ علاوہ خواجہ خرد کے حافظ قاری سید عبد اللہ علیہ الرحمہ سے جو مصیحت شیخ آدم بالنوری تھے اور ابو القاسم اکبر آبادی علیہ الرحمہ سے جو ملا ولی محمد خلیفہ میر ابو العلی اکبر آبادی کے ہمصحبت تھے فیض پایا آپ نے بزمانہ فرخ سیر بعمر ۷۷ سال ۱۱۳۱ھ میں انتقال فرمایا۔ آپکا مزار شیخ عبد العزیز شکر بار سے آگے ایک چار دیواری میں چبوترہ پر ہے اور یہ مقام مہندیاں کہلاتا ہے۔ یہیں آپ کے صاحبزادہ اور پوتوں کے مزار ہیں۔

مولانا شاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ علیہ

آپ علمائے عظام و فضلائے ذوالکرام کے زمرہ میں ہیں۔ علم و فضل تقویٰ و پرہیزگاری میں بڑا رتبہ رکھتے تھے۔ آپ مولانا شاہ عبدالرحیم کے فرزند ارجمند و شاگرد و خلیفہ و جانشین ہیں۔ ۱۶ برس کی عمر تھی۔ جب آپکے والد صاحب کا انتقال ہوا۔ تمام عمر مثل والد بزرگوار درس تدریس کرتے رہے۔ عجیب عجیب کتابیں تصنیف کیں۔ آپکی طبیعت میں اجتہادی قوت تھی نکات عجیب پیدا کئے۔ استاد مسلم الثبوت مانے گئے۔ اور موافق و مخالف سب آپکی سند پکڑنے لگے۔ آپ حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے اور وہاں کے علماء و مشایخ سے صحبتیں رہیں۔ شیخ ابو طاہر مدنی قدس سرہٗ اور دیگر مشایخ مشہور عرب سے سندیں حدیث کی حاصل کیں اور بہت سے بزرگوں سے خرقۂ خلافت پہنا۔ بعد شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے اس زمانہ میں آپکی ذات سے حدیث کو فروغ ہوا۔ اطرافِ ہندوستان سے لوگ آ کر پڑھنے لگے۔ اور پرانی دلی دارالحدیث بن گئی۔ محمد شاہ بادشاہ نے آپکو شاہجہان آباد میں بلایا اور مکان رہنے کو عطا کیا جب سے آپ یہاں رہنے لگے ۶۳ برس کی عمر میں بزمانہ شاہ عالم ثانی ۱۱۷۶ھ میں انتقال فرمایا اور اپنے والد کے برابر مدفون ہوئے۔ مولانا شاہ محمد عاشق اور مولانا خواجہ امین اللہ آپکے خلفا میں ہوئے ہیں۔ آپکی تفسیر فتح الرحمٰن مشہور ہے اور اس زمانہ میں ایک کتاب حجۃ اللہ البالغہ دارالعلوم مصر میں

منتخب و پسند ہوکر داخل تعلیم کی گئی ہے۔

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ امام المحدثین و مقتدائے مفسرین تھے اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث کے فرزند اکبر۔ علم عمل فہم فراست۔ حافظہ۔ تحریر و تقریر۔ تقویٰ و طہارت امانت و دیانت میں یکتائے زمانہ تھے۔ آپ نے اپنے والد ماجد سے اور اُنکے خلیفہ اعظم مولانا شاہ محمد عاشق و مولانا خواجہ امین اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے علم حاصل کیا۔ سند حدیث اپنے والد ماجد سے حاصل کی آپ دن کو پڑھاتے اور رات کو توجہ دہی میں مصروف رہتے۔ ظاہری و باطنی دونوں فیض جاری رہے۔ بیشمار لوگ آپ سے فیضیاب ہوئے۔

مولانا سید احمد صاحب بریلوی شہید۔ مولانا سلامت اللہ صاحب کانپوری آپکے خلفا میں سے ہیں۔ اور مولانا رشید الدین خانصاحب دہلوی و مولانا حسن علی صاحب لکھنوی وغیرہ مستند علما جیسے صدہا شاگرد ہیں ۸۰ برس کی عمر میں بزمانہ اکبر شاہ ثانی ۱۲۳۹ھ میں انتقال فرمایا اور اپنے والد کے برابر مدفون ہوئے۔ آپ نے بہت سے رسائل لکھے ہیں تفسیر عزیزی لکھنی شروع کی مگر ناتمام رہی۔ تحفہ اثنا عشریہ مشہور زمانہ

مولانا شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ شاہ عبدالعزیز کے منجھلے بھائی ہیں۔ عالم باعمل یگانہ روزگار تھے

سندِ حدیث اپنے والد بزرگوار اور اُنکے خلیفہ اعظم شاہ محمد عاشق رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل تھی جس وقت شاہ عبدالعزیز صاحب ضعیف ہو گئے تو تدریس کا سلسلہ آپکی ذات سے جاری رہا۔ اکثر رسایل تصنیف ہیں ترجمہ اردو قرآن آپکی یادگار ہے۔ آپ نے بزمانہ اکبر شاہ ثانی ۱۲۳۱ھ ہجری میں انتقال فرمایا اور قریب مرقد اپنے بھائی کے مدفون ہوئے +

مولانا شاہ عبدالقادرؒ

آپ شاہ عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کے سنجھلے بھائی ہیں۔ عالم فاضل فقیہ و متوکل مستغنی المزاج ۔دنیا سے نفور محافل و مجامع سے دور رہتے حدیث و تفسیر میں بڑا درجہ تھا آپ نے بعد تحصیل علم تمام عمر مسجد اکبری کے حجرے میں بسر کردی ۔شب و روز عبادت الٰہی میں مشغول رہتے۔ اسی لیئے تصنیف کی طرف بھی چنداں التفات نہیں کیا۔

آپکو شاہ عبدالعدل صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے شرف بیعت حاصل تھا نسبتہ خواجہ محمد ناصر سے۔

آپکے بہت مرید و متعدد خلیفہ تھے آپ نے ۴۳ سال کی عمر میں بزمانہ اکبر شاہ ثانی ۱۲۳۰ھ ہجری میں انتقال فرمایا اور برابر شاہ رفیع الدین کے دفن ہوئے

مولانا شاہ عبدالغنیؒ

آپ مولانا شاہ عبدالعزیز کے چھوٹے بھائی ہیں اتباعِ شریعت میں بے نظیر اہلِ دنیا سے نفور تھے وضع۔ لباس۔ خلق اپنے والدِ بزرگوار کی طرح رکھتے تھے۔ حدیث تفسیر اپنے دونوں بڑے بھائی شاہ رفیع الدین و شاہ عبدالعزیز صاحب سے حاصل کی تھی۔ ۷۵ برس کی عمر میں بزمانہ اکبر شاہ ثانی ۱۲۳۰ھ میں رحلت فرمائی اور برابر اپنے بھائی کے دفن ہوئے

مولانا سیّد محبوب علی

آپ مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد تلامذہ اور اعاظم خلفا سے ہیں۔ آپ نے سنہ [illegible] ہجری انتقال فرمایا اور چونسٹھ کھمبہ بیرون ترکمان دروازہ بوچڑخانہ سے آگے سڑک کے بائیں طرف آپکا مزار ہے

خواجہ ناصر رحمۃ اللہ علیہ

آپ سید صحیح النسب ہیں شاہ گلشن رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے شعر گوئی کا بھی شوق رکھتے تھے اور عندلیب تخلص کرتے تھے۔ نالۂ عندلیب آپکی تصنیف ہے آپکا سنہ میں انتقال ہوا اور ترکمان دروازہ سے باہر چونسٹھ کھمبے سے آگے سر راہ سے دائیں جانب گوشہ جنوبی و مغربی میں آپ کا مزار ہے دور سے مسجد نظر آتی ہے۔ یہ مقام باغیچی خواجہ میر درد مشہور ہے مگر اب درخت نہیں رہے۔

خواجہ میر درد رحمتہ اللہ علیہ

آپ خواجہ ناصر کے صاحبزادہ ہیں۔ ظاہر و باطن دونوں علموں میں کمال تھا۔ اپنے والد ماجد کے مرید و جانشین تھے۔ نالۂ عندلیب کی مبسوط شرح لکھی علم الکتاب نام رکھا۔ نالہ درد۔ آہ سرد۔ درد دل۔ شمع محفل رسالے تصنیف کیں ۶۶ برس کی عمر میں بزمانہ شاہ عالم ثانی سنہ ۱۱۹۹ ہجری میں انتقال فرمایا اور اپنے والد کے برابر مدفون ہوئے ✦

خواجہ میر اثر رحمتہ اللہ علیہ

آپ خواجہ میر درد کے چھوٹے بھائی اور انہیں کے مرید ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں ✦

ازبسکہ غلام خواجۂ میریم اثر
در اقدام خواجہ میریم اثر
از رحمت حق زندۂ جاوید شوم
ہرگاہ بنام خواجہ میریم اثر

یہ رباعی آپ کے لوح مزار پر کندہ ہے۔ آپ نے سنہ میں انتقال فرمایا اور اپنے بھائی کے برابر مدفون ہوئے۔

خواجہ ناصر وزیرؒ

آپ خواجہ میر درد کے نواسہ کی اولاد میں ہیں۔ اول حاجی دوست محمد سے بیعت ہوئے پھر شاہ عبدالرشید نقشبندی مجددی ابن شاہ احمد

صاحب سے مرید ہوئے اور ایک سال سے زیادہ اُنکی خدمت میں رہے اور طریقہ مجددیہ کا سلوک ولایت علیا تک طے فرمایا۔ نسبت مقامات کا ادراک اور کیفیت کا وجدان کما حقہٗ حاصل کیا خلیفہ شمار ہوئے۔ سنہ ۱۱۹۹ھ میں انتقال فرمایا اور اپنے دادا صاحب کے قریب دفن ہوئے

شیخ محمد رضا رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت شیخ ابراہیم رامپوری چشتی صابری کے خلیفہ ہیں۔ نہایت با اخلاق و خاکسارانہ مزاج کے تھے اور گوشہ نشینی پسند کرتے تھے ۱۲ سال تک خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کے سڑکوں پر جاروب کشی کی اور شب و روز عبادت میں مصروف رہے شاہ عالم بہادر شاہ آپ کا بہت معتقد تھا جس چبوترہ پر آپ کا مزار ہے وہ آپکے اور آپ کے عقیدتمندوں کے ہاتھ کا بنا ہوا ہے آپ نے بزمانہ شاہ عالم سنہ ۱۱۲۰ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار جیلخانہ سے آگے بائیں جانب مسجد حویلی مہابت خاں کے سامنے مشرقی و کسی قدر جنوبی گوشہ میں ایک بلند چبوترہ پر ہے اور یہ مقام شیخ خضر کی بائیں کہلاتا ہے ۔

شیخ ابوبکر طوسی رحمۃ اللہ علیہ

آپ قلندریہ مشرب رکھتے تھے۔ شیخ جلال الدین ہانسوی سے بیعت

اتحاد تھا جب شیخ جمال الدین ہانسوی واسطے زیارت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ تشریف لاتے تو آپ ہی کی خانقاہ میں ٹھہرتے اور درویشانہ صحبتیں ہوتیں۔ سلطان جی بھی آپ کی خانقاہ میں آتے تھے اور صحبت رکھتے تھے۔ یہ خانقاہ اُس وقت لبِ دریا واقع

ایک دفعہ شیخ جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ دہلی تشریف لائے تھے۔ مولانا حسام الدین اندرپتی نے جو آپکے خلیفہ تھے استقبال کیا۔ شیخ ابوبکر طوسی نے اپنے کہدیا تھا کہ شیخ جمال سے میرا ارادہ حج کا ظاہر کردینا کہ میں حج کو جاتا ہوں۔ مولانا کے پہنچتے ہی شیخ جمال نے پوچھا کہ۔ آں باز سفید ما چگونہ است (یعنی شیخ ابوبکر طوسی کا کیا حال ہے) مولانا نے جواب دیا کہ او قصدِ حج دارد۔ شیخ جمال نے وہیں سے مولانا کو واپس بھیجا اور یہ رباعی شیخ ابوبکر طوسی کی لکھکر بھیجی اور فرمایا کہ تمھارے پیچھے میں بھی آتا ہوں۔ رباعی

مرپائے ترا سرِ قم نثار اولی تر ——— یکسر چہ بود بلکہ ہزار اولی تر

درغارِ وطن ساز چو بوبکر از انکہ ——— بوبکرِ محمدی بغار اولی تر

آپ نے غالبًا بزمانہ شاہانِ خلجی انتقال فرمایا۔ آپکو عام لوگ بابا تلسی اور بابا تلسی کہتے ہیں۔ آپ کا مزار لبِ سڑک پختہ متصل قلعۂ کہنہ ہندؤں کی سہ دری کے پیچھے بلند جگہ پر ہے +

شیخ نورالدین ملک یار پران رح

آپ بہت بڑے عارف کامل صاحب کرامات لار کے رہنے والے ہیں غیاث الدین بلبن کے زمانہ میں دہلی آگئے تھے آپ مرید شیخ اعزالدین دانیال خنجی کے ہیں وہ مرید شیخ علی خضر کے وہ مرید شیخ ابو اسحٰق گاذرونی کے تھے۔ سلطانجی آپکے روضہ پر حاضر ہوا کرتے تھے۔ چونکہ زمانہ ملتا جلتا ہے اسلئے عجب نہیں کہ زندگی میں ملاقات بھی ہوئی ہو۔ مگر کسی کتاب میں لقاء مذکور نہیں۔
سیرالاولیا میں سلطانجی سے منقول ہے کہ میں قبل ازیں مسجد کیلوکھڑی میں نماز جمعہ کو جایا کرتا تھا۔ گرمی کا موسم لُو چل رہی تھی اور میں روزہ سے تھا مجھے چکر آگیا۔ میں ایک دوکان میں بیٹھ گیا اور میرے دلمیں یہ خطرہ آیا کہ اگر آج سواری ہوتی تو میں اُسپر سوار ہو کر چلا جاتا۔ معاً سعدیؒ کا یہ شعر یاد آیا

شعر

ما قدم از سر کنیم در طلب دوستان ۔۔۔ راہ بجائے نبرد ہر کہ با قدام رفت

اور اس خطرہ سے توبہ کی۔ تین دن کے بعد شیخ ملکیار پراں کے خلیفہ ایک گھوڑی لائے کہ اسکو قبول کیجیے۔ میں نے اُن سے کہا کہ تم درویش آدمی ہو تم سے کس طرح لیلوں۔ اُنھوں نے کہا کہ تیسری شب ہے جب میرے شیخ ملکیار پراں نے خواب میں فرمایا ہے کہ شیخ نظام الدین اولیا کو ایک گھوڑی دے آ۔ میں نے اُن سے کہا کہ تمہارے پیر نے تو فرمایا ہے اگر میرے شیخ فرماتے تو قبول کرلیتا۔ وہ اُس وقت چلے گئے تیسرے دن پھر لائے تو میں سمجھا کہ یہ خدا ہی کا

فرستادہ ہے۔ میں نے وہ گھوڑی قبول کر لی اور اسکے بعد سے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ گھوڑی ہمارے یہاں نہ رہی ہو۔

آپ کو ملکیار پراں اسلئے کہتے ہیں کہ جب آپ دہلی آئے تو قریب مکان ابو بکر طوسی جہاں اب مزار ہے قیام کیا۔ شیخ ابو بکر طوسی نے جو قلندریہ مشرب رکھتے تھے انھوں نے مزاحمت کی تو آپ نے فرمایا کہ میرے شیخ نے مجکو یہاں بٹھایا ہے شیخ ابو بکر نے کہا کہ تمھارے پاس کیا دلیل ہے۔ شیخ نور الدین کے پیر دور دراز مقام پر تھے مگر آپ آنکی آن میں وہاں پہنچکر انکی تحریر لیکر واپس آگئے تو شیخ طوسی نے کہا کہ تم بھی یار ملک پراں ہو جب سے آپ ملکیار پراں مشہور ہوگئے آپ نے بزمانہ جلال الدین خلجی ۶۹۵ھ میں انتقال فرمایا۔ آپکا مزار سڑک سے دائیں طرف مقابل مزار شیخ ابو بکر طوسی ایک چار دیواری میں ہے اور پتھر کا تعویذ ہے ✤

بی بی فاطمہ سام رحمۃ اللہ علیہا

آپ اولیا عورتوں میں سے اور نہایت عابدہ زاہدہ تھیں۔ شیخ فرید الدین شکر گنج و شیخ نجیب الدین متوکل کو بھائی کہتی تھیں اور وہ انکو بہن کہتے تھے۔ عام لوگ آپکو بی بی سام اور بی بی صائمہ کہتے ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ سلطان المشائخ کی پیر بہن تھیں۔ ممکن ہے کہ ایسا ہو مگر کسی کتاب میں صراحت نہیں۔ آپکے حالات

بزرگی ملفوظات سلطان المشائخ و چراغ دہلی و سید محمد گیسو دراز رحمتہ اللہ علیہم میں بکثرت درج ہیں۔ آپ نے بزمانہ بہرام شاہ ۱۳۳۹ھ ہجری میں انتقال کیا۔ آپکا مزار قلعہ کہنہ کے سامنے سڑک سے دائیں طرف جو مسجد و مدرسہ سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اُسکے برابر سے کچے راستہ پر تھوڑی دور ریل کی سڑک سے پرے گنجان درختوں میں ایک چاردیواری کے اندر ہے۔

شیخ ابو الرضا محمد رحمتہ اللہ علیہ

آپ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے عم بزرگوار اور مولانا شاہ عبد الرحیم کے برادر بزرگ ہیں۔ زمانہ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ میں آپ بڑے عالم و محدث و مفسر گزرے ہیں۔ آپ عالم باعمل و کامل و اکمل تھے اور تجرید و تفرید و علم و کرم و توکل و رضا آپکا شعار تھا آپ نے بزمانہ اورنگ زیب ۱۱۰۱ ہجری میں وفات پائی اور آپکا مزار بی بی فاطمہ سے آگے جو نو محلہ کو راستہ جاتا ہے وہاں ہے

سلطان المشائخ نظام الدین اولیا رحمتہ اللہ علیہ

آپ سید صحیح النسب ہیں اور تمام ہندوستان آپکے آثار و برکات سے مملو ہے آپکے فضائل و کمالات ظاہری و باطنی سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ لہذا میں صرف اسیقدر لکھنا کافی سمجھتا ہوں کہ اگرچہ بابا

مزارات شاہ ولی اللہ محدث دہلوی و بی بی فاطمہ سام کے درمیان مزار شیخ موصوف کا ہے مگر معلوم کرنا ہے

فرید الدین شکر گنج کے آپ سے پہلے بہت خلیفہ ہوئے ہیں اور آپ سے محبت رہی ہے۔ لیکن آپ وہ ہیں کہ جب اول ہی حاضر خدمت ہوئے تو بابا صاحب نے یہ فرمایا فرد

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

آپ تمام مدارج ولایت و قطبیت سے گزر کر درجہ محبوبی تک پہنچے ہیں اور یہ وہ درجہ ہے جو شاذ و نادر ہی کسی ولی کو تھوڑے عرصہ کیلئے ملا ہے مگر آپ پر تمام عمر قائم رہا اور یہ دعائے بابا صاحب کا اثر تھا کہ سلطان جی نے اس درجہ کی استقامت چاہی تھی اور آپ نے عطا کی تھی۔

اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ آپ کی مجلس میں ایک شخص نے ذکر کیا کہ فلاں جگہ آپ کی دوستوں نے مجلس منعقد کی ہے اور مزامیر بھی تھے آپ نے فرمایا کہ میں نے منع کیا ہے کہ مزامیر اور حرام چیز سب نہوں۔ انھوں نے اچھا نہیں کیا۔ اور اس بارہ میں آپ نے بہت واضح طور پر تقریر فرمائی۔ آپ کی مجلس میں مزامیر نہ ہوتے تھے اور اگر کوئی یاروں میں سے آپکو یہ خبر پہنچاتا تھا کہ وہ مزامیر سنتا ہے تو منع فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ اچھا نہیں کرتا۔

لکھا ہے کہ ایک روز آپکے پیر نے فرمایا کہ کچھ کھانا پکوا لاؤ۔ آپ نے اپنی پگڑی رہن کرکے تھوڑا سا لوبیا خریدا اور نمک ڈال کر جوش کیا اور سامنے لائے۔ بابا صاحب نے سب یاروں کے ساتھ کھایا اور تعریف کی کہ بہت اچھا پکایا۔ میں نے خدا سے دعا کی ہے کہ روز بروز نمک تمہارے

یا ورچیخانہ میں صرف ہوتا چنانچہ آپکے لنگر میں بیحد صرف ہوتا تھا یہاں تک کہ بعض حاسدوں نے بادشاہ تک یہ بات پہنچادی تھی کہ دو ہزار اشرفیاں روز کا خرچ ہوتا ہے۔

مولانا جامی لکھتے ہیں کہ ایک ملتان کے سوداگر کا مال چوروں نے راستہ میں لوٹ لیا تھا وہ شیخ صدرالدین بن شیخ بہاءالدین ذکریا پاس گیا اور کہا میں دہلی کا قصد رکھتا ہوں سلطانجی کو کچھ سفارش لکھدیجئے کہ مجھپر التفات کریں تاکہ مجھے سرمایۂ تجارت حاصل ہوجائے آپ نے رقعہ لکھدیا جب وہ سوداگر آیا تو سلطان جی نے خادم سے کہا کہ کل نماز صبح سے نماز چاشت تک جو کچھ آئے وہ اس شخص کو دیا جائے۔ خادم نے انکو ایک جگہ بٹھادیا۔ جو کچھ آتا تھا اُنکے حوالہ کرتے تھے جب چاشت کے وقت گنا گیا تو روپیہ اور اشرفیوں کی تعداد بارہ ہزار ہوئی۔

لکھا ہے کہ تین ہزار عالم۔ علاوہ طالبعلموں اور حافظوں اور مریدوں اور طالبوں کے سلطانجی سے وظیفہ پاتے تھے۔ آپ نے بزمانہ غیاث الدین تغلق ۱۸ ربیع الاول ۷۲۵ ہجری کو رحلت فرمائی آپکا مزار مشہور و معروف ہے

خواجہ عبدالرحیم عرف عبدالرحمٰن

آپ خدام حضرت سلطانجی سے ہیں آپکا مزار درگاہ سلطانجی کے گوشہ جنوب و مشرق متصل مجمر مزار جہانگیر کے شرق میں اندر صحن مکان ٹوٹا مزار ہے

درگاہ سلطانجی کے گوشہ جنوب و مغرب میں مزار جہان آرا بیگم بنت شاہجہاں کا ہے جو خاندان چشتیہ کی مرید تھیں انکی لوح مزار پر یہ کندہ ہے ؎ بغیر سبزہ نپوشد کسی مزار مرا کہ قبر پوش غریباں ہمیں گیاہ بس است

شیخ مبارک گوپاموی رح

آپ سلطان علاء الدین خلجی کے ہاں کوتوال رہے ہیں اور آپکو ہیر داد کہتے تھے۔ پہلے آپ تصوف سے واقف نہ تھے مگر جب سید نور الدین مبارک کرمانی سے ربط ضبط ہوا تو اُنکی وجہ سے سلطانجی کی خدمت میں آئے اور مرید ہوئے۔ آپ بڑے زاہد صوفی سخی باشرع بزرگ تھے اور اپنے پیر کے عاشق تھے۔ سلطانجی آپپر اس قدر مہربان تھے کہ سو رقعوں سے زیادہ آپکے نام بھیجے ہیں۔ اور جب مولانا شمس الدین یحییٰ و مولانا علاء الدین نیلی و نصیر الدین محمود سلطانجی کی خدمت سے واپس ہو کر اپنے وطن جایا کرتے تھے تو یہ ارشاد ہوتا تھا کہ جب گوپاموں پہنچو تو خواجہ مبارک سے ضرور ملنا۔

سیر الاولیا میں لکھا ہے کہ جب آپکا انتقال ہوا تو پایانِ سلطان المشائخ بر راستہ[۵] اول مدفون ہوئے اس لئے آپکا مزار وہ ہونا چاہیئے جو راستہ درگاہ سلطانجی سے حضرت امیر خسرو کو جاتے ہوئے دروازہ کے باہر اول مزار ہے۔ مگر خدام اس مزار کو مزار خواجہ عمر خواہر زادہ کا بتاتے ہیں اور آپکا مزار پائین خواجہ اقبال جو سنگ مرمر کا ہے اسکو بتاتے ہیں۔

واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

۵ اسی صحن میں مزار موئد الدین کرٹی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے مگر یہ تحقیق نہیں کہ کونسا مزار ہے۔ مولف

خواجہ ابوبکر مصلی بردار رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی سلطان جی کے بھانجوں میں سے ہیں۔ خلوت و جلوت میں خدمت کرتے تھے ہمیشہ روزہ سے رہتے تھے بلکہ دونوں ہو جاتے تھے کہ افطار نہ کرتے تھے چنانچہ آپ کا پیٹ پیٹھ سے لگا رہتا تھا اور بیحد مشغول و مجاہدہ میں رہتے تھے۔ آپ سلطان جی کا مصلیٰ جمعہ کے دن صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد کیلوکھڑی میں لیجاتے تھے ایک دفعہ جمعہ کے دن سلطان جی نے کہا کہ خواجہ ابوبکر میرا مصلیٰ مسجد جمعہ میں لیگیا ہے اور ذکر و شغل میں مصروف ہے۔ آپکو سماع کا بہت شوق تھا۔ بعض وقت کمال ذوق میں پگڑی و پیرہن قوال کو دیدیتے تھے اور بیحد شوق میں دل دوز و جگر سوز نعرے مارتے تھے اور قوالوں کو پکڑ لیتے تھے اور ہلا دیتے تھے۔ آپکے ذوق سے حاضرین کو بھی ذوق ہوتا تھا اور یہ سلطانجی کی برکت کا باعث تھا کہ خواجہ ابوبکر سے کہہ رکھا تھا کہ سماع کے وقت اہتزاز و رقص کی حالت میں میرے پاس آ کر میری حفاظت کیا کرو۔ سلطانجی کی وفات کے بعد بعض شخص کار زراعت میں مشغول ہوگئے تھے۔ مگر آپ نے کبھی کوئی ذریعہ معاش اختیار نہ کیا۔ اور سلطان جی کی برکت سے اچھی طرح زندگی بسر کی آخر بیمار ہوئے اور انتقال ہوا آپکا مزار راستہ درگاہ امیر خسرو میں دوسرا مزار خواجہ عمر سے جانب شرق ہے جو ذرا اونچا ہے۔

خواجہ قاسم رحمتہ اللہ علیہ

آپ خواجہ عمر کے صاحبزادہ اور خواجہ ابوبکر مصلی بردار کے بھتیجے اور مولف لطائف التفسیر ہیں اور آپ نے دیباچہ تفسیر میں اپنے اس رشتہ کا ذکر کیا ہے۔ آپکی بسم اللہ سلطانجی نے پڑھائی تھی اور اپنے ہاتھ سے تختی لکھی تھی۔ لوگوں نے آپکو تختی لکھتے وقت کھڑا کردیا تھا مگر آپ بیٹھ گئے خواجہ اقبال خادم نے پھر آپکو کھڑا کردیا تو آپ پھر بیٹھ گئے۔ سلطانجی نے فرمایا کہ رہنے دو یہ بیٹھا رہیگا۔ اور بعد بسم اللہ خوانی دعا دی کہ خدا اسکی عمر میں برکت دے اور یہ عالم ہو۔ بارہ سال کی عمر میں آپ حافظ ہوگئے۔ پھر شیخ جلال الدین کے شاگرد ہوئے اور پچاس سال تک مطالعہ کتب میں مصروف رہے اور عربی و فارسی کی تفسیریں دیکھتے رہے بعد ازاں یہ تفسیر لکھی جسکا ذکر اوپر ہوا ہے آپکا مزار زمین دوز برابر خواجہ ابوبکر مصلے بردار کے ہے +

خواجہ عزیز الدین ابن خواجہ ابوبکر مصلیٰ دار رحمتہ اللہ علیہم

آپ نے ملفوظات سلطانجی جمع کئے ہیں اور اُس کا مجمع الفوائد نام رکھا ہے اور اُسمیں اپنا نام عبد العزیز ابن ابوبکر خواہر زادہ سلطانجی لکھا ہے۔ جوانی میں تحصیل علم کی اور جو کچھ پڑھا اسپر عمل کیا۔ آپ ہمیشہ جادۂ طریقت پر مستقیم رہے اور بچپن سے بڑھاپے تک

کبھی ایسا نہیں ہوا کہ تکبیر اولیٰ کسی فرض میں آپکی فوت ہوئی ہو
مساجد میں پھرتے اور جبتک تکبیر اولیٰ نپاتے نیت نہ باندھتے اور
ہر جمعرات کو آپ ختم کلام اللہ کراتے تھے۔ آخر عمر میں جماعت خانہ
سلطانجی میں امامت کرنے لگے تھے آپ کا کوئی روزینہ مقرر نہ تھا
اور نہ کسی پاس آمد و رفت تھی۔ اور باوجود بہت ساکنبہ ہونیکے
اچھی طرح بسر کرتے تھے اور صابر تھے لکھا ہے کہ ایک دفعہ
قیلولہ کے وقت میں آپ سلطانجی کی خدمت میں گئے تو خادم نے
عرض کیا کہ خواجہ عزیز ہرشب جمعہ کو ختم کرتے ہیں۔ سلطانجی نے
پوچھا کہ آواز سے پڑھتے ہو یا آہستہ سے۔ آپ نے عرض کیا کہ آہستہ
سے سلطانجی کو یہ بات پسند آئی اور شاباش دی۔ دوبارہ آپ کو
خواجہ نورالدین ابن خواجہ شہر جنپر سلطانجی کی خاص شفقت تھی
سلطانجی کے پاس لیگئے اور کہا کہ مخدوم عزیز آپکا مرید ہے تو آپنے
فرمایا ہاں میرا مرید ہے اور مجھے اس لڑکے پر فخر ہے۔ آپکا مزار برابر
مزار خواجہ قاسم جانب شرق تیسرا مزار ہے جو نیچا ہے +

خواجہ رفیع الدین ہارون رحمۃ اللہ علیہ

آپ سلطانجی کے حقیقی بھانجے کے صاحبزادہ ہیں بچپن سے
جوانی تک سلطانجی کے سایہ عاطفت میں پرورش پائی اور حافظ
کلام ہوئے۔ سلطانجی آپ پر اسقدر شفقت فرماتے تھے کہ اگر کبھی

آپ کھانیکے وقت پر ہوتے تو سلطانجی باوجود بہت سے بزرگوں کی موجودگی کے توقف فرماتے اور آپکے آنیکا انتظار کرتے ۔ اور فتوحات سے جو کچھ آتا اسمیں سب رشتہ داروں سے آپ کو مقدم رکھتے اور اولاد کی طرح اپنی گود میں کھلاتے تھے ۔ اور آپکو دیکھکر مسکراتے اور خوش ہوتے تھے ۔ آپ سلطانجی کی حیات ہی میں تمام گھر کے منتظم ہو گئے تھے ۔ آپکو تیر اندازی ۔ کشتی اور سیر و سفر کا بہت شوق تھا اور سلطانجی بوجہ شفقت اُن ہی باتوں کی ترغیب دیتے جنکی طرف آپکا میلان طبیعت تھا اور جو شرعاً جائز تھیں بلکہ اُسکے نکات بتاتے تھے تاکہ یہ خوش ہوں ۔ آپکا مزار اس احاطہ میں ہے جو راستہ درگاہ حضرت امیر خسرو کے متصل جانب شرق ہے ۔ یہیں برابر قبر خواجہ محمد صالح آپکے والد بزرگوار کی ہے

خواجہ مبشر رحمۃ اللہ علیہ

آپ خادم سلطانجی کے ہیں ۔ اور سلطانجی آپ سے بہت خوش تھے حضرت امیر خسرو کی برابر غرب میں زیر جالی تین مزار ہیں اُنمیں سے ایک مزار آپکا ہے ✠

خواجہ نور الدین ابن خواجہ مبشر رحمۃ اللہ علیہ

آپ خواجہ مبشر خادم کے صاحبزادہ ہیں ۔ آپ پر سلطانجی کی خاص

شفقت تھی۔ آپ کا مزار سنگ سرخ کا چھوٹا سا ہے جو خواجہ مبشر کے برابر ہے +

مولوی غلام فرید صاحب رحمتہ اللہ علیہ

آپ بہت بزرگ وخلیفہ مولانا فخرالدین فخر جہاں کے ہیں حضرت امیر خسرو کے غرب میں جہاں خواجہ مبشر وغیرہ کے مزار ہیں وہیں آپ مدفون ہیں +

خواجہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ

آپ خادم خاص حضرت سلطانجی کے ہیں۔ خلوت وجلوت میں آپکو باریابی حاصل تھی اور لوگوں کی سفارش بھی آپ موقع ومحل سے کردیتے تھے اور خاص خاص موقعوں پہ ذکر کرکے سلطانجی کی توجہ مبذول کرادیتے تھے۔ آپ کا مزار روضۂ حضرت امیر خسرو سے گوشۂ جنوب ومغرب میں متصل دروازہ قطبی درگاہ شریف بہت بلند چبوترہ پہ ہے اور کٹہرہ پتھر کا لگا ہوا ہے +

امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ

آپ افضل الفضلا اور ملک الشعرا تھے۔ ہر علم وفن میں کامل اکمل۔ موسیقی میں فرد تھے۔ اگرچہ آپکا تعلق بادشاہوں سے تھا

مگر آپ دل سے بالکل درویش تھے اور امیری میں فقیری کرتے
تھے۔ آپکو اپنے پیر سے بیحد محبت تھی اور پیر کو بھی آپ سے بہت
خصوصیت تھی۔ چنانچہ سلطانجی نے فرمایا تھا کہ من از ہمہ تنگ
آیم واز تو تنگ نہ آیم) اور دوبارہ یہ فرمایا تھا کہ (از ہمہ تنگ آیم
بحدیکہ از خود تنگ آیم واز تو تنگ نہ آیم) اور آپکو ترک اللہ فرمایا
کرتے تھے۔ اور یہ رباعی آپکی تعریف میں فرمائی تھی۔ رباعی

خسرو کہ بنظم و نثر مثلش کم خاست ملکیت ملک سخن آن خسرو راست
این خسرو ماست ناصر خسرو نیست زیرا کہ خدای ناصر خسرو ماست

آپکے علاوہ تصانیف ہندی وارد و چار لاکھ سے زیادہ اشعار فارسی
شمار کئے گئے ہیں۔ آپ نہایت خوش اوقات تہجد گزار متقی آدمی
تھے اور چالیس سال تک دائم الصوم رہے۔ تاریخ فرشتہ میں
لکھا ہے کہ شیخ سعدی علیہ الرحمہ ایام پیری میں ہندوستان آئے[1]
تھے اور آپ سے ملے تھے اور یہ شعر فرمایا تھا شعر

خسرو پرست اندر ساغر معنی بریخت شیرہ از خمخانہ سعدی کہ در شیراز بود

اور آپ نے یہ مصرع کہا تھا مصرع جلید سختم دارد شیرازہ شیرازی
سلطان جی سے جو محبت آپ کو تھی اسکا اندازہ اس سے ہوتا ہے
کہ ایک دفعہ کوئی درویش سلطانجی پاس آیا تو آپ نے فرمایا کہ

---

[1] شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح لکھتے ہیں کہ یہ روایت غلط ہے۔ شیخ سعدی رح کو
بلایا تھا مگر آپ بوجہ ضعف و پیری نہیں آئے تھے۔ واللہ اعلم۔

آج جو فتوح آئیگی تمکو دونگا اتفاقاً اس روز کچھ نہ آیا۔ دوسرے روز کا وعدہ کیا اُس دن بھی کچھ نہ آیا تو شیخ نے اپنی کفش مبارک اس فقیر کو دیدیں اور وہ حسن عقیدت کی وجہ سے لیگیا۔ راستہ میں آپ بادشاہ کے پاس سے آتے ہوئے اسکو ملے اور درویش سے پیر کا حال پوچھا۔ درویش نے کہا خیریت سے ہیں۔ آپ نے کہا کہ تجھ میں سے پیر کی بو آتی ہے شاید اُنکی کوئی چیز تیرے پاس ہے اس نے کہا کہ اُنکی کفش مبارک ہیں۔ آپ نے پوچھا کہ بیچتے ہو۔ اُس نے کہا ہاں۔ آپ نے پانچ لاکھ روپیے جو بادشاہ سے ملے تھے اُس فقیر کو دیکر کفش لیلیں اور سر پر رکھکر پیر کے پاس لائے آپ نے فرمایا کہ پانچ لاکھ روپیہ میں سستی خریدیں تو عرض کیا کہ وہ درویش اسپر راضی ہوگیا ورنہ تمام جان و مال مانگتا تو میں دیدیتا جب سلطانجی کا انتقال ہوا تو آپ دہلی میں نہ تھے بعد میں آئے تو بیحد گریہ وزاری کی اور بہت ابتر حال ہوگیا اور کہنے لگے کہ شیخ کے بعد میری زندگی دشوار ہے۔ چنانچہ شیخ کے انتقال کے چھ ماہ بعد بزمانہ غیاث الدین تغلق ۲۹ شوال ۷۲۵ھ کو آپ نے رحلت کی۔ آپ کا مزار مشہور ہے۔

خواجہ شمس الدین ماہرو رحمۃ اللہ علیہ

سیر الاولیا میں آپ کو خواہرزادہ میر حسن شاعر لکھا ہے۔ مولف

آپ امیر خسرو کے بھانجے ہیں۔ اپنے وقت کے فاضلوں میں تھے آپکو بھی سلطانجی سے بہت محبت تھی چنانچہ نماز کی نیت باندھتے وقت جبتک آپ سلطانجی کا جمال نہ دیکھ لیتے نیت نہ باندھتے اور جماعت سے نکل آتے اور سلطانجی کا رو‌ئے مبارک دیکھتے۔ پھر نیت باندھتے۔

جب آپ بیمار ہوئے تو سلطانجی آپکی عیادت کو جاتے تھے مگر راستہ میں تھے کہ اُن کے انتقال کی خبر آئی۔ آپ نے فرمایا الحمد للہ کہ دوست دوست پاس پہنچگیا۔

آپکی قبر گنبد مزار امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ کے باہر مسجد میں متصل دروازہ ہے۔ آپ نے بزمانہ قطب الدین مبارک خلجی ۲۲ ستمبر میں انتقال فرمایا ہے

خواجہ ضیاء الدین برنی رح

آپ تاریخ فیروز شاہی و حسرت نامہ کے مولف ہیں اور اسلامی عہد کے مشہور و مستند مورخ۔ سلطانجی علیہ الرحمہ کے مقرب اور خاص مریدوں میں سے ہیں۔ اور بعد مریدی آپ غیاث پور میں رہنے لگے تھے آپ مجموعہ لطایف و ظرایف تھے اور ہر قسم کے کلمات و حکایات یاد تھیں۔ علما و مشایخ و شعرا کی صحبت میں بہت رہتے تھے۔ اور حضرت امیر خسرو و میر حسن سے بہت محبت تھی اور دونوں سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ آخر میں آپ بوجہ لطیفہ گوئی و ظرافت و فن ندیمی

کے سلطان محمد تغلق کے مصاحب ہو گئے تھے۔ لیکن فیروز شاہ کے زمانہ میں گوشہ نشین ہو گئے اور جو کچھ پاس تھا اسی پر قناعت کی جب انتقال ہوا تو جنازہ پر سوائے بوریا کے کچھ نہ تھا۔ آپ نے بزمانہ سلطان فیروز شاہ سـ‍ــــہ میں انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار حضرت امیر خسرو کے روضہ کے سامنے مردِ صفا اکرام کے سہ دری کے برابر شرقی چبوترہ کے نیچے ہے

سید ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ بہاء الدین شطاری قادری کے مرید ہیں۔ اور آپ نے سلطان جی سے بھی بواسطہ خرقہ پایا ہے۔ آپ بہت بزرگ و متبرک عالم و کامل تھے اور تمام علوم پر عبور رکھتا۔ ہر علم کی کتابیں تنہائی میں مطالعہ کیں اور انکی تصحیح کی اور انکی مشکلات کو ایسا حل کیا تھا کہ جسکو ذرا بھی مناسبت ہو آپکی کتاب دیکھنی کافی تھی اور استاد کی ضرورت نہ تھی۔ آپکے زمانہ میں آپکا نظیر نہ تھا درس و تدریس کرتے تھے۔ آپ لوگوں کی جہالت بے انصافی اور ناحق شناسی کی وجہ سے اپنی کتاب سوائے اپنے دوستوں کے کسی کو نہ دیتے تھے۔ آپ نے بعہد سلیم شاہ سوری ۹۵۳ھ ہجری میں انتقال فرمایا۔ آپکا مزار پایان حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ ایک حجرہ میں ہے۔ جو قبر سہ دری مردِ صفا اکرام کے شرق میں ہے۔

*

حاجی لعل محمد رحمتہ اللہ علیہ

آپ خلیفہ مولانا فخرالدین فخرجہاں رحمتہ اللہ علیہ کے ہیں۔ بہت بزرگ تھے آپ کا مزار دروازہ شرقی درگاہ حضرت امیر خسرو کے برابر سنگ مرمر کا ہے اور کٹہرہ بھی سنگ مرمر کا لگا ہے +

خواجہ محمد رحمتہ اللہ علیہ

آپ مولانا بدرالدین اسحٰق کے صاحبزادہ اور بابا فریدالدین شکر گنج کے نواسہ ہیں۔ جامع علوم وحاوی فنون تھے اور فن طب کے بھی ماہر تھے۔ علم موسیقی میں کمال تھا حافظ تھے اور نہایت ذوق وشوق اور طاعت وعبادت سے موصوف تھے۔ ہمیشہ آبدیدہ رہتے۔ اور قوالی میں جگر سوز نعرے مارتے۔ اگرچہ آپ اپنے والد ماجد کے مرید تھے لیکن فیض کثیر سلطانجی سے بھی حاصل کیا تھا اور خلافت پائی تھی اور اُنکی حیات ہی میں مرید کرنے لگے تھے۔ آپ نے سلطانجی کے ملفوظات بھی جمع کئے تھے اور انوارالمجالس نام رکھا تھا۔ آپ امامت بھی سلطانجی کی کرتے تھے اور آپ نہوتے تو آپکے بھائی خواجہ موسیٰ امامت کرتے تھے جب آپ پاک پٹن تشریف لیگئے تو شیخ شہاب الدین امام ہوگئے تھے۔ آپ نے بزمانہ سلطان محمد تغلق سنہ ۷۴۳ھ میں انتقال فرمایا۔ آپکا مزار دروازہ شرقی درگاہ حضرت

امیر خسرو سے نکل کر چبوترے کعبہ کے سامنے جانب غرب ایک کونہ میں اندر چار دیواری ہے۔ یہیں مزار خواجہ موسیٰ آپکے بھائی کا تھا جو غالباً قبل بننے چار دیواری کسی زمانہ میں بوجہ عدم خبرگیری نیست و نابود ہوگیا اور اب اسکا کوئی نشان نہیں رہا۔

مولانا علاء الدین نیلیؒ

آپ علمائے اودھ سے ہیں۔ بہت پاکیزہ روشن اور صاف باطن تھے۔ مولانا فرید الدین شافعی شیخ الاسلام اودھ کے شاگرد تھے اور کشاف پڑھتے تھے تو مولانا شمس الدین یحییٰ سنتے تھے۔

آپ باوجود عالم ہونیکے اوصاف تصوف سے موصوف تھے اور سلطانجی کے خلیفہ تھے مگر آپ نے ایک بھی مرید نہیں کیا اور اکثر فرمانے کہ اگر شیخ زندہ ہوتے تو میں یہ خلافت نامہ شیخ کو واپس دے دیتا کہ مجھسے یہ دینی کام نہیں ہوسکتا۔ آپکو اپنے پیر سے بیحد محبت تھی اور آخر عمر میں فوائد الفواد کو اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اور اکثر اپنے پاس رکھتے اور مطالعہ کرتے تھے اور یہی معمول کر لیا تھا آپسے لوگوں نے کہا کہ آپ کے پاس ہر علم کی بکثرت معتبر کتابیں ہیں اگر آپکو رغبت نہیں ہوتی تو فرماتے کہ تمام جہان سلوک وغیرہ کی کتابوں سے بھرا پڑا ہے لیکن میرے پیر کی روح افزا ملفوظات جسمیں میری نجات ہے مجھے کہاں نصیب۔ شعر

مرا نسیم تو باید صبا کجاست کہ نیست — کجاست لطف تو مشک خطا کجا ست کہ نیست

آپ نے بزمانہ فیروز شاہ سنہ ۷۶۰ھ میں انتقال فرمایا۔ خواجہ محمد امام کے مزار سے آگے جانب شمال۔ اسجگہ جہاں سترھویں کے زمانہ میں بازار لگتا ہے۔ ایک بڑا احاطہ ہے اسمیں شمال کے رخ آپ کا مزار ہے۔

مولانا شمس الدین یحیی ؒ

آپ سلطانجی کے بڑے خلفا میں سے ہیں۔ یاران اعلی میں سب سے ممتاز و افضل تھے اور شہر کے مشہور عالموں میں تھے اکثر شہر کے آدمی آپکے شاگرد تھے اور اس پر فخر و مسرت ظاہر کرتے تھے۔ آپ اودھ سے دہلی میں تحصیل علم کیلئے آئے تھے اندنوں میں سلطانجی کی کرامت کا شہرہ سنا۔ ایک روز مولانا صدرالدین کے ساتھ سلطانجی کی خدمت میں آئے سلطانجی نے پوچھا کہ شہر میں کہاں رہتے ہو اور کچھ پڑھتے بھی ہو۔ آپ نے کہا ہاں مولانا ظہیرالدین کی خدمت میں اصول بزدوی پڑھتا ہوں۔ سلطان جی نے بعض مقامات جو مشکل مشہور تھے پوچھے

احاطہ خواجہ محمد و سید محمود کرمانی کے درمیان جو جگہ ہے یہ چبوترہ یاران ہے اسمیں علاوہ مزارات مندرجہ کتاب ہذا حسب ذیل بزرگ آسودہ ہیں۔ مولانا فخرالدین مروزی۔ شیخ کبیرالدین نبیرہ گنجشکر۔ خواجہ قاضی نبیرہ گنجشکر۔ خواجہ ابوبکر مندہ۔ تاج الدین نواسہ میونالدین انصاری کے رحمتہ اللہ علیہم اجمعین

آپ نے کہا میرا سبق یہیں تک ہے اور یہ میری سمجھ میں نہیں آیا
سلطان جی نے اسکو حل کیا۔ آپکو اعتقاد راسخ ہو گیا مدت کے بعد
آپ مرید ہوئے اور کمال کو پہنچے۔ آپ کے مزاج میں تکلفات و
مراعات رسمی نہ تھے۔ اور آپ نے شادی بھی نہیں کی تھی خلافت
ملنے کے بعد بہت کم مرید کئے اور فرماتے تھے کہ اگر اسمیں شیخ کے
دستخط نہ ہوتے تو میں ہرگز اس کاغذ کو نہ رکھتا۔ شیخ نصیرالدین
چراغ دہلی رحمتہ اللہ علیہ نے آپکی تعریف میں فرمایا ہے **شعر**

سالت علم من حیاک حقا فقال العلم شمس الدین یحیی

لکھا ہے کہ جس زمانہ میں سلطان محمد تغلق نے رعیت پر اور خصوصاً
مشائخ پر ظلم و ستم کئے تو مولانا کو بھی طلب کیا کہ تم جیسا عالم
یہاں کیا کریگا تم کشمیر میں جاؤ اور وہاں کے بتخانوں میں پہنچو
اور اسلام کی دعوت کرو۔ آپ وہاں سے تہیۂ سفر کیلئے گھر آئے
اور کہا کہ میں نے تو شیخ کو خواب میں دیکھا ہے کہ مجھے بلاتے ہیں
لوگ مجھے کہاں بھیجیں گے میں شیخ کی خدمت میں جاتا ہوں دوسرے
دن آپکے سینہ پر دنبل نکل آیا۔ بیماری کی خبر بادشاہ کو پہنچی تو
حکم دیا کہ اسکو یہاں لاؤ شاید بہانہ کیا ہو۔ آپ نے اسی عارضہ میں
رحلت فرمائی سال وفات ۷۴۷ھ ہے احاطہ علاؤ الدین خلجی
رحمتہ اللہ علیہ کے بیچ میں بڑا مزار آپ کا ہے ٭

خواجہ تقی الدین نوحؒ

آپ سلطان جی کے حقیقی بھانجے کے صاحبزادہ ہیں۔ آپنے جوانی ہی میں بزرگوں کے اوصاف حاصل کرتے تھے۔ حافظ قرآن اور بہت صالح تھے۔ سلطان جی نے آپ کی بابت فرمایا ہے کہ یا دو اسکو عزیز رکھو یہ بزرگ شخص ہے قرآن یاد ہے اور ہر جمعرات کو ختم کرتا ہے۔ تعلیم کا بہت شوق ہے اور بہت حاصل کر لی ہے اور دوست دشمن کسی سے واسطہ نہیں رکھتا۔

ایک روز میں نے اس سے پوچھا کہ تم جو اسقدر طاعت و عبادت کرتے ہو تمھارا کیا مقصد ہے تو کہا کہ میرا مقصد تو آپکی زندگی ہے۔ سلطان جی فرماتے تھے کہ یہ بات اسکو کس نے سکھائی یہ بات اسکی نیکبختی کی دلیل ہے۔ لکھا ہے کہ ایک روز سلطان جی نے اپنی بیماری کی حالت میں آپکو اپنے سامنے بلایا اور خلافت دی اور وصیت کی کہ جو کچھ تمکو ملجائے اسپر قناعت کرو۔ اگر تمھارے پاس کچھ نہو تو دل میں مطلق اسکا خیال نلاؤ کہ خدا تم کو اور دیگا۔ اور کسی کا برا نہ چاہنا اور برائی کرنیوالے کے ساتھ بھی بھلائی کرنا۔ نوکری اور وظیفہ نہ لینا۔ اگر تم ایسا کروگے تو بادشاہ تمھارے دروازہ پر آئیں گے۔

آپ نے سلطان جی کی زندگی میں بعمر جوانی انتقال کیا

آپکا مزار مزارت علاء الدین نیلی و شمس الدین یحیٰی رحمۃ اللہ علیہم
سے آگے جانب مغرب جہاں ستر صفوں کے دنوں ہیں بازار لگتا ہے
ایک احاطہ میں ہے +

سید محمد بن سید محمود کرمانی رح

آپ صحیح النسب سید ہیں اور آپ کا اصل وطن کرمان ہے
آپ وہاں سے تجارت کیلئے لاہور آیا کرتے اور جب واپس جاتے
تو پاک پٹن میں بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کی قدمبوسی حاصل
کرکے ملتان چلے جاتے کیونکہ ملتان میں آپکے چچا سید کرمانی رہتے
تھے۔ اس آمد و رفت میں آپکو بابا فرید شکر گنج سے بہت محبت و
اعتقاد ہوگیا اور اپنے تمام مال و اسباب کرمان میں چھوڑ کر ملتان
میں اپنے چچا پاس گئے اور وہاں سے مرید ہونے کے لئے پاک پٹن
آنیکا قصد کیا تو آپ کے چچا نے کہا شیخ الاسلام بہاء الدین
ذکریا بھی بہت بزرگ ہیں (وہاں کیوں جاتے ہو) آپ نے کہا
کہ میرا دل انکی طرف رجوع نہیں ہوتا اور پھر پاک پٹن آکر مرید
ہوگئے اور ریاضتیں کرنے لگے شیخ فرید شکر گنج کے انتقال کے

مسجد بازار حضرت نظام الدین رح میں ایک بزرگ بغدادی صاحب رہتے تھے نہایت
بزرگ خوبصورت فرشتہ سیرت عابد زاہد تھے اندر حجرہ مسجد بطور تہ خانہ
کے ایک جگہ چلہ کشی کے لیئے تیار کی تھی اسمیں چلہ کشی کرتے تھے
افسوس کہ انکے حالات معلوم نہ ہوسکے +

اور سلطان جی کی صحبت میں آگئے اور یاران اعلیٰ میں شمار ہوئے [illegible]ھ میں بزمانہ علاء الدین خلجی انتقال ہوا۔ آپکا مزار اس احاطہ میں ہے جو احاطہ تقی الدین نوح سے آگے جانب غرب لب باؤلی ہے۔ اسی احاطہ میں آپکے بڑے صاحبزادہ سید نور الدین مبارک کی قبر ہے جو بچپن میں بابا صاحب کے مرید ہوئے۔ اور پھر قطب الدین چشتی کے بمقام چشت مرید ہوئے اور ۷۴۹ھ میں فوت ہوئے۔ یہیں آپکے خاندان کے دیگر اشخاص اور سید محمد مبارک کرمانی المدعو بامیر خورد مصنف سیر الاولیا آپ کے پوتے ہیں جو بچپن میں سلطان جی کے مرید ہو گئے تھے اور بعض مصنفین بھی دیکھی ہیں اور سلطانجی کی رحلت کے بعد انکے خلفا کی صحبت میں رہے اور شیخ نصیر الدین چراغ دہلی سے تربیت پائی اور بارہا خواب میں جمال شیخ سے مشرف ہوا اور تکمیل کی اور [illegible]ھ میں راہی عدم ہوئے ✻

سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

آپ علوم ظاہری و باطنی اور شریعت و طریقت میں کامل تھے۔ استغراق کامل اور جذب قوی رکھتے تھے۔ پندرہ برس مست و مدہوش رہے۔ آپ شیخ سیف الدین بن محمد معصوم بن مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ اور حافظ محمد محسن

دیگر بزرگوں سے بھی مجاز تھے۔ اتباع سنت اسقدر تھا کہ ایک دفعہ خلافِ سنت بجائے بائیں پانو کے دایاں پانو پاخانہ میں رکھا تھا تو تین روز تک اسکی وجہ سے انقباض حال رہا۔ آپ چندروز کے لئے ایک وقت اپنے ہاتھ سے روٹیاں پکا کر رکھ لیتے اور خوب بھوک کیوقت ایک ٹکڑا اُس سوکھی ہوی روٹی میں سے توڑ کر کھا لیتے تھے۔ کثرتِ مراقبہ سے آپکی کمر جھک گئی تھی اہل دنیا کی صحبت سے پرہیز کرتے تھے۔ اگر کوئی کتاب کسی دنیادار سے عاریتاً لیتے تھے تو تین دن تک اُسکا مطالعہ نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ دنیاداروں کی ظلمت اس کتاب پر ہاتھ غلاف کے لپٹی ہوئی ہے۔ آپکے بہت قوی تصرفات تھے اور مخلصوں کی حاجت براری کے لئے دل سے توجہ کرتے تھے اور جو کچھ فرماتے تھے وہ ہوتا تھا۔

ایکدفعہ ایک بنگ فروش نے آپکے مکانکے قریب بنگ فروشی کی دکان کھولی آپنے حاضرین سے کہا کہ ظلمت بنگ نے ہماری تھاری نسبت کو مکدر کردیا انھوں نے اسیوقت جاکر اسکی دکان اجاڑدی آپنے فرمایا اسبات سے زیادہ کدورت ہوگئی کہ میری سبب سے خلاف شرع احتساب کیا گیا۔ پس آپکے حکم سے بنگ فروش کو روبرو حاضر کیا آپنے ایک نظر اُسپر ڈالی وہ صحیح الحال رند ہوگیا اور بنگ فروشی سے توبہ کی۔ آپنے بزمانہ محمد شاہ بادشاہ ۱۱۳۵ھ میں انتقال فرمایا آپکا مزار عقب بستی نظام الدین نالہ پر واقع ہے۔

شمس الدین اوتاد لہ رح

آپ کا اسم مبارک شمس الدین عطاء اللہ ہے جو اوتادالدہ اوتاداللہ مشہور ہوا۔ آپ بہت بزرگ عالی مرتبہ ولی کامل صاحب کرامت تھے۔ آپ ہمیشہ آگ جلاتے اور اسکی راکھ پر بیٹھے تھے اور وہیں ایک قبر سی کھود رکھی تھی رات کو اسمیں رہتے اور اپنے اوپر راکھ ڈال لیتے تاکہ کوئی آپکو نہ دیکھ سکے۔
سلاطین اکثر آپکی ملاقات کو آتے لیکن جو ہیں آپ انکے آنیکی خبر سنتے اس قبر میں چھپ جاتے اور ہرگز سامنے نہ آتے اور سوائے ایک سید زادہ کے جو آپکے قریب رہتا تھا کسی سے انس نہ رکھتے تھے اور کبھی خود کچھ پکا کر کھا لیتے تھے

ایک روز اس سید زادہ نے کہا کہ ہر فقیر و مسلم آپکا دیدار دیکھ لیتا ہے مگر شیخ نظام الدین جو مرید شیخ فریدالدین گنجشکر کے ہیں باوجود اسقدر بزرگی و کمالات کے آپ کی ملاقات کو آتے ہیں تو آپ چھپ جاتے ہیں اور ملاقات نہیں کرتے اسمیں کیا خوبی ہے آپ نے فرمایا کہ وہ عظیم الشان ولی ہیں۔ لیکن جاہ و جاہ و جلال دنیاوی بہت ہے فقیر تارک الدنیا کو انکی ملاقات زیبا نہیں۔ مگر غسل و تجہیز و تکفین و نماز جنازہ وغیرہ میرا وہ کرینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

مقبرہ ہمایوں میں شہزادہ محمد دارا شکوہ قادری کا مزار ہے۔

لکھا ہے کہ سلطان جی بارہا فرماتے کہ
جس کسی کو دینی یا دنیوی مراد جلد حاصل کرنی ہے ہمارے زمانہ کے
شمس سے طلب کرے اور اکثر لوگوں کو انکے پاس بھیجدیتے تھے
آپ مرید خاندان سہروردیہ کے ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ شاہ
ترکمان بیابانی کے مرید ہیں۔ اور آپ نے روح خواجہ معین الدین
چشتی سے فیض پایا ہے۔ آپ نے بزمانہ علاء الدین خلجی سنہ ۷۰۰ھ
میں وفات پائی آپ کا مزار دروازہ شمالی عرب سرائے کے
سامنے گوشہ شمال و مشرق میں قریب مقبرہ ہمایوں ایک چار
دیواری میں ہے ؎

سید محمود بحار رحمۃ اللہ علیہ

آپ اولیاء کاملین سے ہیں اور سید ناصر الدین سونی پتی
کی اولاد سے ہیں۔ آپ علاوہ درویشی کے بہت بڑے عالم
تھے۔ اسی وجہ سے بحار آپ کو کہتے تھے۔ آپکا لقب محی العظام
ہے اور راجہ ہاڑ گوڑ بھی کہتے ہیں۔ وجہ اسکی یہ لکھی ہے کہ ایک
بیوہ بڑھیا کا لڑکا سفر کو گیا تھا اور وہ اس سے بہت محبت رکھتی
تھی۔ اور ہمیشہ آپکی خدمت میں حاضر ہوتی اور اپنے لڑکے کے
ملنے کی دعا منگواتی۔ آپکو از روے مکاشفہ ظاہر ہوگیا کہ اسکا
لڑکا فلاں جگہ مرگیا ہے اور بجز ہڈیوں کے اور کچھ باقی نہیں رہا

آپ نے بعجز و انکسار درگاہ باری میں دعا کی اور جناب باری نے قدرت کاملہ سے انکی دعا قبول کی اور مردہ کو زندہ کیا اور اسکی ماں سے ملا دیا

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید (شعر) دیگراں ہم بکنند انچہ مسیحا میکرد

جب سے آپکا لقب محی العظام اور راجہ بار گو رہو گیا۔ آپ سلسلہ فردوسیہ کے بزرگ تھے ۷۸۶ھ میں بزمانہ فیروز شاہ تغلق انتقال فرمایا۔ لوگوں میں جو یہ بات مشہور ہے کہ سلطانجی نے اپنے خلیفہ اعظم و جانشین حضرت روشن چراغ دہلی اور مرید خاص الخاص حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہم کو آپکی خدمت میں حصول فیض کیلئے بھیجا تھا۔ اور آپکی حالت مجذوبانہ تھی۔ کھچڑی کھا رہے تھے رال بہہ رہی تھی۔ ان دونوں سے کہا کہ کھاؤ حضرت امیر نے نہیں کھایا اور حضرت چراغ دہلی نے کھا لیا چنانچہ وہ کامل اکمل ہو گئے۔ محض غلط و بے بنیاد ہے اور آپکی عظمت و شان بڑھانیکے لئے تراشی گئی ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ ملفوظات حضرت چراغ دہلی و سیر الاولیا میں کسی جگہ کچھ تذکرہ نہ ہوتا۔ دوسرے حضرت سلطانجی کی شان اور درجہ اس لایق نتھا کہ خود نہ دیکھتے اور دوسرے بزرگوں پاس اپنے مریدوں کو حصول فیض کیلئے بھجواتے۔ اور علاوہ ازیں آپکے انتقال سے ۶۰ برس پہلے سلطانجی صاحب کا انتقال ہو چکا تھا اور اس سے دس پانچ برس پہلے بھیجنا سمجھنا چاہیئے تو اس قدر آپکی طویل العمر ہونیکا بھی کوئی ثبوت نہیں +

شیخ رکن الدین فردوسی رح

آپ شیخ بدرالدین سمرقندی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ ہیں دہلی میں رہتے تھے۔ جب سلطان کیقباد نے کیلوکھڑی نیا شہر بسایا تو آپ بھی شہر سے آکر دریا کے کنارے رہنے لگے۔ آپ کا اور سلطان جی کا چنداں میل جول نہ تھا اور آپکے نوجوان لڑکوں اور مریدوں کو سلطان جی سے بغض تھا۔ لکھا ہے کہ آپکے لڑکے اور مرید اکثر کشتی میں سوار ہوکر گاناسنتے اور دھال کھیلتے ہوئے سلطان جی کے مکان کے نیچے سے گزرتے تھے۔ بہت دن اسیطرح گزر گئے۔ جب سلطان جی کی نظر ان لوگوں پر پڑی تو سر اٹھاکر فرمایا کہ ایک شخص برسوں سے خون جگر پیتا ہے اور اپنی جان کھپاتا ہے اور دوسرے جو نوجوان ہیں یہ کہتے ہیں کہ تجھ میں کیا بات ہے جو ہم میں نہیں پھر آپ نے ہاتھ سے انکی طرف اشارہ کیا کہ جاؤ جس وقت شیخ رکن الدین کے لڑکے شور دغل کرتے ہوئے اپنے گھر پہنچے اور کشتی سے اترنے چاہتے تھے کہ غسل کریں جونہی پانی میں اترے اسی وقت غرق ہوگئے۔

سلسلہ فردوسیہ کے جسقدر لوگ ہندوستان میں ہیں سب کا سلسلہ آپ تک پہنچتا ہے اور آپ اس طریقہ میں بہت بزرگ تھے اور عالی مقام تھے۔ آپ نے بزمانہ غیاث الدین تغلق ۷۲۴ھ میں

انتقال فرمایا۔ آپکا مزار موضع کیلو کھڑی میں سکھوں کے مندر کے شمال کی جانب کھیتوں میں ہے ؛

قاضی محی الدین کاشانی رح

آپ سلطان جی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ علم و زہد و تقویٰ میں مشہور تھے شہر کے پڑھے لکھے اور بزرگ خاندان کے آدمی تھے اور اُستاد مانے جاتے تھے۔ مرید ہوتے ہی تعلقات دنیوی سے ہاتھ اٹھایا اور سب کتابیں شیخ کی خدمت میں لاکر پھاڑ ڈالیں اور فقر و مجاہدہ کرنے لگے۔ آپکی سلطان جی سے بہت گفتگو رہتی تھی۔ سلطان جی آپکو خلافت دینا چاہتے تھے اور ایک تحریر اپنے ہاتھ سے لکھکر دی تھی کہ مضمون اسکا یہ ہے۔ چاہیئے کہ تارک دنیا رہو۔ دنیا اور ارباب دنیا کی طرف مائل نہو۔ اور گانو نذر میں قبول نہ کرو اور بادشاہوں سے کچھ نہ لو۔ اور اگر مسافر تمھارے پاس آئیں اور تمھارے پاس کچھ نہو تو اس حال کو خدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت سمجھو فان فعلت ما امرتک ان تفعل کذالک فانت خلیفتی وان لم تفعل فاللہ خلیفتی

جب آپ پر فقر و فاقہ کی بہت زیادتی ہوگی اور آپکے متعلقین بہت تھے جو ناز و نعمت کے عادی تھی برداشت نہ کرسکے۔ تو آپکے ملاقاتیوں میں سے ایک شخص نے بہ حال سلطان علاء الدین تک

پہنچا۔ بادشاہ نے اودہ کی قضاءت جو آپکی موروثی خدمت تھی آپکو دی۔ جب یہ خبر آپکو پہنچی تو پیر کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ بلا درخواست ایسا ہوا ہے۔ مخدوم کا کیا حکم ہے۔ سلطانجی نے فرمایا کہ ضرور اس قسم کا خیال تمھارے دل میں گزرا ہے جب یہ بات ظاہر ہوئی ہے اور یہ کہکر سلطانجی نے اُس خلافت نامہ کو آپ سے لے لیا اور ایک گوشہ میں رکھدیا جسکی وجہ سے قاضی صاحب کی زندگی خراب ہوگئی اور پریشانی میں مبتلا ہوگئے ایک سال تک سلطانجی رحمتہ اللہ علیہ قاضی صاحب سے کشیدہ خاطر رہے بعد ایک سال کے بدستور مہربان ہوگئے اور تجدید بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور سلطانجی کی حیات میں ہی بزمانہ سلطان علاءالدین خلجی سنہ ۷۱۹ھ میں انتقال فرمایا۔ آپکا مزار اس راستہ میں دائیں طرف ایک چہار دیواری میں ہے جو درگاہ سلطانجی سے شیخ سرائے کو جاتا ہے

شیخ صدر الدین حکیم رحمتہ اللہ علیہ

آپ شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے بڑے خلفا میں سے ہیں اور سلطانجی کے بھی منظور نظر ہوئے ہیں۔ آپکے والد سوداگر تھے اور سلطانجی کے مرید تھے بہت بڈھے ہوگئے تھے اور کوئی اولاد نہ ہوئی تھی۔ اکثر اس بات کا رنج رہتا تھا۔ ایک روز سلطانجی پر حالت طاری تھی۔ یہ حاضر تھے۔ سلطانجی نے اپنی پشت انکی پشت پر ملی

اور لڑکا ہونیکی بشارت دی۔ چونکہ پیر کی خدمت میں اعتقاد کامل تھا
بیوی کے پاس گئے اور درگاہ الہی سے بچہ ہونیکی امید بندھی۔
جب لڑکا ہوا اسکو سلطانجی کی خدمت میں لائے۔ سلطانجی نے
اسکو اپنی گود میں لیا۔ جبتک لڑکا گود میں رہا تو وہ سلطانجی کا جمال
اسطرح دیکھتا رہا کہ گویا کچھ سمجھ رہا ہے اور حاضرین مجلس اسبات
کو دیکھ رہی تھی سلطانجی نے اپنے جبہ میں سے ایک ٹکڑا اکھاڑ کر
اسکے لئے اپنے ہاتھ سے ایک کرتا سیا۔ اور لڑکے کو شیخ نصیرالدین
چراغ دہلی کے سپرد کیا اور جلیل الشان ہونیکی خبر دی۔
لکھا ہے کہ ایکدفعہ آپکو پریاں لیگئی تھیں تاکہ انمیں سے
جو ایک بیمار تھی اسکا علاج کریں۔ جب آپکا علاج موافق پڑا اور
بیمار اچھا ہو گیا تو آپکو ایک خط لکھکر دیا کہ اس کنجے کو جو شہر کے
فلاں کوچہ میں پڑا رہتا ہے دکھا دو۔ آپ خط لائے اور جس کنجے کا
پتہ دیا تھا اسکو دکھایا۔ جب کنجے نے وہ خط دیکھا تو چلا اور ایک
جگہ ٹھہر گیا اور زمین کو کھودا اور خزانہ کا پتہ دیا جو زمین کے نیچے تھا چونکہ
درویشوں کی عالی ہمت ہوتی ہے۔ آپ نے اس خزانہ پر التفات نکیا
آپ نے بزمانہ فیروزشاہ ۸۰۹ھ میں انتقال فرمایا۔ مزار آپکا
قاضی محی الدین کے مزار سے آگے کچے راستہ شیخ سرائے میں
چراغ دہلی سے تھوڑے فاصلہ پر ایک عمارت منہدمہ میں جو بائیں
طرف پڑتی ہے اور برج اسکا آج کل گرا ہوا ہے اسکے نیچے دب گیا ہے

شیخ صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ صدر الدین خلف شیخ بہاء الدین زکریا کے مرید و خلیفہ ہیں۔ حضرت چراغ دہلی کے ہمعصر و ہمسایہ تھے۔ بعض کا خیال ہے کہ انسے بھی فیض کامل پایا ہے۔ آپ ملتان سے دہلی آگئے تھے اور یہیں سکونت اختیار کرلی تھی۔ آپ بہت بڑے بزرگ اور عالی مرتبہ تھے مگر آپ ذرا بھی تکلیف و ایذا کی برداشت نہ کرتے تھے جو سلطان محمد تغلق مشائخوں کو پہنچاتا تھا اور سلطان سے سختی سے پیش آتے تھے اور بخلاف آپکے حضرت چراغ دہلی اپنے پیروں کی نصیحت کے موافق سب برداشت کرتے تھے۔ لکھا ہے کہ ایک جوان گھوڑے پر سوار جاتا تھا اور وہ گھوڑا بہت خوبصورت و خوش رفتار تھا کہ دفعۃً اس سوار نے اسکے ایسا کوڑا مارا کہ اسکا انتقال گھوڑے کے پیٹھ پر ہو گیا۔ آپ اس سوار پر خفا ہوئے اور وہ گھوڑے پر سے گر گیا۔ اور اس کوڑے کے زخم کا نشان آپکے جسم پر پڑا ہوا دیکھا گیا۔ آپ نے بزمانہ سلطان محمد تغلق سنہ [illegible]ھ میں رحلت کی آپ کا مزار اسی مقام راستہ چراغ دہلی جاتے ہوئے داہنی طرف سرحد شیخ سرائے میں بگوشہ شمال و مشرق ایک گنبد جالیدار میں ہے جسمیں ایک قبر کسی اور کی ہے اور کواڑ دروازہ گنبد کے شیشی ہیں۔

مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی

آپ سلطانجی کے سب سے بڑے اور مشہور خلیفہ و جانشین ہیں اور اُنکے بعد آپ ہی صاحبِ ولایت دہلی ہوئے ہیں۔ آپ شیخ کا بہت اتباع کرتے تھے اور پابند شریعت و سنت تھے چنانچہ ایک دفعہ آپکے پیر بھائیوں نے مجلس سماع منعقد کی اور دف کے ساتھ گانا سننے لگے تو آپ اس مجلس میں سے اُٹھ کھڑے ہوئے یاروں نے بیٹھنے کو کہا تو آپ نے فرمایا کہ خلاف سنت ہے۔ یاروں نے کہا کہ تم سماع سے منکر ہوگئے اور پیر کے مشرب سے پھر گئے تو آپنے فرمایا کہ یہ حجت نہیں ہوسکتی قرآن اور حدیث کی دلیل لاؤ۔ بعض لوگوں نے یہ بات سلطانجی تک پہنچائی کہ شیخ محمود ایسا کہتے ہیں سلطانجی کو حقیقت معاملہ معلوم تھی۔ فرمایا جو وہ کہتا ہے سچ کہتا ہے حق بات وہی ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے آکر کہا کہ یہ کب جائز ہے کہ مزامیر ہوں اور صوفی رقص کریں تو آپ نے فرمایا کہ مزامیر جمہور علمائے نزدیک جائز نہیں اگر کوئی شخص طریقت سے گرجائے تو شریعت میں تو رہے اگر شریعت سے بھی گرجائے تو کہاں رہے۔ اول تو سماع ہی میں اختلاف ہے اور عالموں کے نزدیک چند شرائط کے ساتھ جو اسکا اہل ہو اُسے مباح ہے۔ لیکن مزامیر جمہور علمائے نزدیک حرام ہے

آپ کی بزرگی و فضیلت اس سے ظاہر ہے کہ جب مخدوم جہانیاں جہاں گشت جنہیں چودہ خانوادوں کی نعمت تھی مکہ معظمہ میں تھے تو اس وقت باوجودیکہ بہت سے اولیاء اللہ دہلی میں تھے امام عبد اللہ یافعی نے مخدوم جہانیاں سے فرمایا تھا کہ اس وقت نصیر الدین محمود سے دہلی کا چراغ روشن ہے۔ جب سے آپ روشن چراغ دہلی مشہور ہو گئے۔ آپکو استغراق اس درجہ تھا کہ ایک شخص آپکے حجرہ میں گھس گیا اور گیارہ زخم آپکے لگائے اور آپکو خبر نہوئی جب خون بہہ کر حجرے سے باہر آیا تو مریدوں کو خبر ہوئی اندر جا کر اس شخص کو پکڑا اور چاہا کہ سزا دیں مگر آپ نے منع کیا اور اسکو بہت سا انعام دیا کہ مبادا میرے مارنے وقت اسکو تکلیف ہوئی ہو۔

آپ نے بزمانہ فیروز شاہ ۷۵۷ھ میں وفات پائی۔ مزار آپکا موضع چراغ دہلی میں مشہور ہے۔

شیخ زین الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھانجے اور خلیفہ حضرت چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں آپکا ذکر مجالس ملفوظات شیخ میں لکھا ہوا ہے۔ آپکا مزار مقابل گنبد حضرت چراغ دہلی جانب جنوب ایک گنبد کے نیچے ہے جو خشت و چونہ کا ہے۔

شیخ کمال الدین علامہ رحمۃ

آپ بہت بڑے بزرگ اور حضرت چراغ دہلی کے سب سے بڑے خلیفہ اور حقیقی بھانجہ ہیں۔ آپ علم حدیث و تفسیر و فقہ و اصول میں یگانہ روزگار تھے اس لئے آپ خطاب علامہ سے مخاطب ہوئے۔ خلافت ملنے کے بعد آپ گجرات تشریف لیگئے اور وہاں آپکی بہت تعظیم و قدر ہوئی اور بہت لوگ آپکے مرید ہوئے پھر آپ دہلی تشریف لائے اور یہاں ہدایت خلق میں مشغول ہوئے آپ کے خلفاء کی اولاد احمد آباد میں موجود ہے۔ آپ نے بزمانہ فیروز شاہ تغلق ۷۵۶ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار گنبد مزار شیخ زین الدین کے برابر جانب مشرق محجر سنگ بانسی میں ہے ۔

قاضی محمد ساوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے بڑے خلفاء میں سے ہیں بہت بڑے عالم فاضل متقی اور پرہیزگار تھے اور بہت لوگ آپکی توجہ سے باخدا ہو گئے چنانچہ خواجہ اختیار الدین عمر ایرجی آپکے کامل خلفا میں سے ہیں۔ خدام آپکو استاد کمال الدین علامہ بتاتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ایسا ہو۔ آپ نے بزمانہ سکندر شاہ بہلول

سنہ ھ میں انتقال فرمایا اپکا مزار محجر کمال الدین علامہ کے باہر سرہانے کی طرف خشت و چونہ کا ہے +

شیخ یوسف قتال رحمۃ اللہ علیہ

آپ قاضی جلال الدین لاہوری کے مرید ہیں دہلی میں قریب ست پلہ آکر مقیم ہوئے تھے اسی جگہ ایک اور بزرگ کہ انکا نام بھی جلال الدین تھا تشریف لائے اور یوسف قتال کو بہت نعمت عطا کی اور کامل بنایا آپ نے بزمانہ بابر بادشاہ سنہ ۹۳۳ھ میں وفات پائی آپ کا مزار چراغ دہلی سے گوشہ جنوب و مغرب میں موضع کھڑکی بند کے قریب ایک گنبد میں ہے جسکے سنگ سرخ کے ستون اور جالیاں ہیں اور کواڑ نہیں ہیں۔ عوام السیف اولیا کی درگاہ کہتے ہیں +

شیخ علاء الدین اجودھنیؒ

آپ نبیرہ زادہ شیخ فرید الدین شکر گنج کے ہیں۔ آپ اپنے زمانہ کے فرد اور یکتا تھے بہت خوش اخلاق و فرشتہ سیرت تھے اور نہایت مہذب و مودب درویشانہ اخلاق و کمالات بچپن سے

میر سید عبد الاول رحمۃ اللہ علیہ۔ آپکا مزار اس احاطہ میں ہے جو شیخ سرائے سے براستہ خام بھمنڈل کو جاتا ہے اس راستہ پر تھوڑی دور جا کر بائیں طرف ایک بڑا احاطہ گور غریباں کا ہے جسمیں صدہا قبریں ہیں + مولف

آپ میں پائے جاتے تھے اور نہایت بردبار، رحمدل اور سخی تھے اور جو چیز حظ نفس و آسایش بدن کی ہوتی اسکو پاس نہ آنے دیتے تھے۔ اور آپکو لوگ فرید ثانی کہتے تھے۔ آپکو روح خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ علیہ سے خاص تعلق و فیضان و کامل اعتقاد تھا لکھا ہے کہ ایک روز ایک فقیر آپکے پاس آیا اور اسکے پاس تریاق تھا آپ نے فرمایا کہ میرے پاس بھی تریاق ہے آؤ امتحان کریں چنانچہ ایک چڑیا پکڑ کر لائے اور تھوڑا زہر اسکے حلق میں ٹپکایا پھر خواجہ صاحب کے کاک کا ایک ٹکڑا پانی میں گھول کر اس چڑیا کو دیا فوراً زندہ ہوگئی۔ آپ نے بزمانہ شیرشاہ ۹۴۳ھ انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار شیخ سرائے کی آبادی سے جانب غرب ملا ہوا ہے اور چراغ دہلی سے تھوڑی دور غرب میں ہے سنگ سرخ کی جالیاں ہیں۔ اندر گنبد چھ مزار ہیں جس قبر کے گرد کٹہرہ پتھر کا ہے وہ آپکی ہے۔

شیخ نظام الدین شیرازی رح

آپکا ظاہر و باطن اوصاف حمیدہ و صفات علیہ سے آراستہ تھا اور راہ و روش تصوف کو خوب جانتے سماع کے بہت مشتاق تھے

بی بی اولیاء رحمۃ اللہ علیہا نہایت عابدہ زاہدہ تھیں دو بلے رکھتی تھیں تو صرف چالیس روٹیاں اپنے پاس رکھتیں اور دروازہ حجرہ کا بند کر لیتیں جب چالیس دن بعد باہر آتیں تو روٹیاں بچ جاتیں مزار قلعہ علاؤ الدین کے باہر لکھا ہے مگر تحقیق معلوم نہیں ہوا مؤلف

اور تقریر کرنے میں بہت ممتاز تھے۔ زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے تھے اور یاران اعلیٰ سلطان جی میں بہت ممتاز تھے اور انکی نظر خاص سے ملحوظ و محظوظ تھے

آپ نے بزمانہ علاء الدین خلجی ۷۰۵ھ میں وفات پائی مزار انکا راستہ قطب صاحب میں بائیں طرف موضع کھرہڑہ میں ہے

مخدوم سبزوار رحمۃ اللہ علیہ

آپ اولیاء کاملین سے ہیں آپکا اسم شریف سید محمود ہے اور مقام سبزوار کے رہنے والے ہیں۔ زیادہ حالات آپ کے ہمگو باوجود دریافت معلوم نہیں ہوئے۔ امید ہے کہ انشاء اللہ اگلے طبع میں ہدیہ ناظرین ہونگے۔ مزار آپکا سڑک قطب صاحب پر موضع جنپورہ میں جو بائیں طرف ہے بڑی چار دیواری و خانقاہ میں ہے

شیخ حسن طاہر رحمۃ اللہ علیہ

آپ راجی حامد شاہ چشتی کے مرید ہیں اور راجی سید نور بن حامد شاہ سے بھی خلافت پائی ہے آپکے والد ماجد ملتان سے تحصیل علم کیلئے دہلی آئے تھے۔ مدت تک بہار میں رہے۔ شیخ حسن بہار میں پیدا ہوئے جب سن تمیز کو پہنچے تحصیل علم میں مشغول ہوئے شیخ الہداد شارح ہدایہ وغیرہ آپکے ہمسبق اور مصاحب تھے

اس اثناء میں فقر کا شوق پیدا ہوا درویشی کو اختیار کیا اور کامل ہو گئے پہلے آپ آگرہ میں رہے پھر دہلی آ گئے اور برج جھنڈل میں سکونت اختیار کی۔

آپ نے بزمانہ سکندر لودھی ۹۰۹ھ میں انتقال فرمایا آپکا مزار راستہ قطب صاحب میں مسجد بیگم پور سے آگے سڑک کے بائیں طرف بیجے منڈل سلطان محمد تغلق میں ہے جہاں آپکا قیام تھا یہیں آپکے خاندان کے اور لوگ آسودہ ہیں۔

شیخ محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ حسن طاہر کے بڑے صاحبزادے ہیں اور شاہ خیالی دہر دم خیالی بھی آپکو کہتے ہیں۔ آپ اپنے والد کی طرف سے چشتیہ خاندان کے ہیں لیکن سلسلہ قادریہ کی طرف بھی ارتباط تھا اور مشایخ قادریہ سے صحبت و خلافت تھی۔ آپ اپنے وقت کے عارف کامل اور بہت عالی مشرب تھے جب آپ خلوت سے باہر آتے تھے جس ہندو و مسلمان کی نظر آپ پر پڑ جاتی تھی تکبیر کہہ اٹھتا تھا۔ آپکے بہت سے مرید تھے چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے چچا شیخ فضل اللہ عرف شیخ منجھو آپ ہی کے مرید تھے آپ نے بزمانہ ہمایوں بادشاہ ۹۴۲ھ ہجری میں انتقال فرمایا اور اپنے والد ماجد کے برابر مدفون ہوئے +

شیخ ضیاء الدین رومی رح

آپ شیخ شہاب الدین سہروردی کے خلیفہ ہیں اور مشائخ کبار میں سے ہوئے ہیں۔ سلطان قطب الدین بن علاء الدین خلجی آپکا مرید و معتقد تھا۔ سلطانجی فرماتے تھے کہ میں نے شیخ ضیاء الدین رومی سے سنا ہے کہ انکا ایک یار تھا اور اسکو سماع میں بہت حال و ذوق پیدا ہوتا تھا اسکے مرنیکے بعد انھوں نے اُسے خواب میں دیکھا کہ بہشت میں بہت عالیشان محل ملا ہے مگر مغموم بیٹھا ہے۔ انھوں نے اُس رتبہ کے پانیکی مبارکباد دی اور پوچھا کہ مغموم کیوں بیٹھے ہو تو کہا یہ سب کچھ تو پایا لیکن وہ نسبت اور حال جو سماع میں میسر تھا نہیں پایا۔ آپکی عمر قریب ایکسو پینتیس سال کی ہوی اور آپ نے بزمانہ قطب الدین مبارک شاہ ۷۲۱؁ھ میں وفات پائی۔ آپکا گنبد مزار لب سڑک پختہ قطب صاحب بمقام بی بی نور سے نصف میل دہلی کی طرف بائیں جانب پڑتا ہے۔

سید یوسف بن جمال الحسینی رح

آپ بہت بڑے بزرگ و عالم و صاحب تصانیف تھے۔ مولانا جلال الدین رومی کے شاگرد تھے جو مولانا قطب الدین رازی کے

شاگرد تھے آپکے آباؤ اجداد نے مشہد سے آکر ملتان میں سکونت اختیار کر لی تھی سلطان فیروز کے زمانہ میں آپ سپاہیانہ وضع میں دہلی آئے۔ جب آپکی بزرگی و علم کا حال معلوم ہوا تو آپکو اس مدرسہ میں مدرس کر دیا جو اس بادشاہ نے حوض خاص پر بنوایا تھا۔ آپ نے برسوں وہاں پڑھایا۔ آپ ہر جمعہ کی رات کو آنحضرت صلعم کو خواب میں دیکھتے تھے۔ آپ نے بزمانۂ فیروز شاہ تغلق ۷۹۰ھ میں انتقال فرمایا۔ آپکا مزار حوض خاص علاقہ پر ہے جو بیڈ منٹل کے سامنے سڑک کے داہنی طرف تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر ہے یہیں مقبرہ فیروز شاہ کا ہے۔

شیخ نجیب الدین متوکل رح

آپ بابا فرید شکر گنج کے چھوٹے بھائی اور خلیفہ اعظم ہیں۔ آپ سید متوکل تھے ستر برس شہر میں رہے مگر کوئی چیز از قسم نذر رکھتے تھے اور یاد خدا عبادالداری سے خوش رہتے تھے۔ یہاں تک کہ نہ جانتے تھے کہ آج کونسا دن ہے اور کونسا مہینہ ہے اور روپیہ کیا ہوتا ہے۔ ایک دفعہ عید کے دن چند درویش آپکے مکان پر آئے اور اس دن آپکے ہاں کچھ نہ تھا۔ آپ کوٹھے پر جا کر عبادت میں مشغول ہو گئے اور دل میں کہا کہ اس طرح عید کا دن گزر جائے اور میرے بچوں کے حلق میں دانہ نجائے اور مسافر آئیں تو یوں ناامید

جاتی ہیں۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بوڑھا آدمی کوٹھے پر چلا آتا ہے اور اُس نے یہ شعر پڑھا

شعر

با دل گفتم دلا خضر را بینی ۔ دل گفت اگر مرا نمائی بینم

اور کہا تیرے توکل کا ڈھنڈورا عرش پر بجتا ہے اور تو نے اس بات کا خیال کیا تو آپ نے فرمایا کہ خدا جانتا ہے کہ اپنے واسطے خیال نہیں کیا یاروں کے آجانے سے خیال آگیا۔

لکھا ہے کہ وہ بوڑھے آدمی خواجہ خضر تھے۔

سلطان جی فارغ التحصیل ہونیکے بعد اپنے مرید ہونے سے پہلے آپکی خدمت میں گئے اور کہا کہ میرے لئے دعا کیجئے کہ میں کہیں کا قاضی ہوجاؤں تو آپ خاموش ہوگئے۔ سلطانجی سمجھے کہ شاید سنا نہیں اسلیئے پھر کہا تو اس دفعہ آپ مسکرائے اور فرمایا تو قاضی نہو کچھہ اور ہو۔

سلطانجی کو جب خلافت نامہ ملا ہے تو یہ حکم بھی ملا تھا کہ اسے مولانا جلال الدین کو ہانسی میں اور قاضی منتجب کو دہلی میں دکھا دینا تو سلطانجی کے دل میں خیال آیا تھا کہ شیخ نجیب الدین کا ذکر نہیں کیا شاید انسے کچھہ ناراض ہیں مگر جب دہلی آئے تو سنا کہ ۹ رمضان کو شیخ متوکل کا انتقال ہوگیا۔ وفات آپکی ۶۷۱ھ زمانۂ غیاث الدین بلبن میں ہوئی۔ آپکا مزار مقام بی بی نور سے تھوڑی دور جانب دہلی ایک چار دیواری میں ہے اور مزار

درخت جال چھائے ہوئے ہیں۔ چار مزار برابر ہیں جنمیں سے قبلہ کی سمت کے مزار کے برابر میں آپکا مزار ہے۔ دو آپ کے صاحبزادوں شیخ احمد و شیخ محمد کے مزار ہیں۔ چوتھا شاید ہوگا۔

بی بی زلیخا رحمۃ اللہ علیہا

آپ سلطانجی رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ صاحبہ ہیں۔ آپ کو خدائے تعالیٰ سے ایک خصوصیت حاصل تھی۔ آپکو کوئی کام پیش آتا تو اُس کا سب حال خواب میں دیکھ لیتیں اور آپکو اختیار دیا جاتا کہ جیسا چاہیں وہ ہو۔ سلطانجی کو جو حاجت پیش آتی اور اپنی والدصاحبہ سے عرض کرتے وہ حاجت ایک ہفتہ کے اندر انتہا ایک مہینے کے اندر پوری ہوجاتی۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میری والدہ صاحبہ کو کوئی حاجت پیش آتی پانسو دفعہ درود پڑھتیں اور اپنا دامن مبارک پھیلا کر دعا مانگتیں حاجت پوری ہوجاتی جس روز گھر میں غلہ نہوتا تو وہ فرماتیں کہ آج ہم خدا کے مہمان ہیں اور مجھے اس بات سے ایک لطف حاصل ہوتا اور اسی روز کوئی آدمی ایک روپیہ کا غلہ ہمارے گھر میں دیجاتا اور ہم چند روز متواتر اسکو کھاتے۔ سلطان قطب الدین خلجی دو باتوں سے سلطان جی سے ناراض ہوگیا تھا۔ ایک یہ کہ بادشاہ نے قلعہ سری میں ایک جامع مسجد بنوائی تھی اور پہلے جمعہ کو سب مشائخ و علما کو طلب کیا

تھا کہ یہاں آکر نماز پڑھیں۔ آپ نے جواب بھیج دیا تھا کہ میرے پاس مسجد ہے اسکا حق ہے اسی نماز پڑھونگا۔ اور وہاں نہ گئے دوسرے یہ کہ ہر مہینے کی چاند رات کو تمام ائمہ و مشایخ اور صدور و اکابر چاند کی مبارکباد دینے کو بادشاہ کی خدمت میں جاتے تھے مگر سلطان جی نہیں جاتے تھے۔ آپکے خادم خواجہ اقبال جاتے تھے۔ حاسدوں نے یہ باتیں بادشاہ کو جتا کر دشمنی کرادی بادشاہ کو غرور آگیا اور کہا کہ اگر اگلے مہینے میں نہ آئیگا تو اس کو اسطرح لاؤنگا کہ میں ہی جانتا ہوں یہ خبر آپکو پہنچی۔ آپ نے کچھ نہ کہا اور والدہ صاحبہ کی خدمت میں گئے اور عرض کیا کہ اس بادشاہ کا ارادہ اگلے مہینے میں مجھے ایذا پہنچانیکا ہے۔ اگر اگلے مہینے تک بادشاہ نہ مرا تو میں آپکی خدمت میں نہ آونگا۔ اور یہ بات بہت ناز اور لاڈ کے ساتھ کہی اور اپنے گھر چلے آئے۔ قضاء الٰہی سے اگلی چاند رات کو بادشاہ پر آفت نازل ہوئی اور خسرو خان نے جو اسکا مقرب تھا اسکو مار ڈالا اور قلعہ کے نیچے پھینکدیا۔

آپ نے بزمانہ سنہ میں انتقال فرمایا آپکا مزار مقبرہ بی بی نور کے صحن میں چبوترہ پر ہے۔ اور برابر میں آپکی صاحبزادی بی بی جنت کا مزار ہے۔ زیر چبوترہ بی بی زینب آپ کی نواسی کا مزار ہے۔ بی بی نور کا اخبار الاخیار میں کوئی حال نہیں لکھا روضہ اقطاب میں بذکر شیخ نجیب الدین متوکل بی بی نور د

بی بی حور دختران شیخ شہاب الدین سہروردی لکھا ہے اور کوئی حال انکا نہیں لکھا۔ واللہ اعلم +

شیخ عین الدین قصاب رحمۃ اللہ علیہ

آپ قاضی حمید الدین ناگوری کے مرید و خلیفہ ہیں۔ زہد و ریاضت و کشف میں لاثانی تھے اور جو کچھہ فرمادیتے ویساہی ہوتا چنانچہ قاضی فخر الدین قضاءت ملنے سے پہلے آپکی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور التماس کی کہ میرے لئے دعا کیجے کہ مجھے قضاءت ملجائے۔ آپ نے فرمایا جاؤ قاضی ہوگئے۔ پس تھوڑی مدت میں آپ قاضی ہوگئے۔ اسیطرح جو شخص آپکی خدمت میں آتا محروم نہ جاتا تھا۔ آپکا سنہ وفات معلوم نہیں ہوا۔ آپ کا مزار مقبرہ بی بی نور کے قریب قطب صاحب کی طرف لب سڑک داہنے ہاتھہ کو اونچائی پر گنجان درختوں میں چھپا ہوا ہے +

سید حسین پامناری رح

آپ مشہد مقدس سے سلطان سکندر کے وقت میں دہلی تشریف لائے تھے بادشاہ کی صحبت آپکو بھلی نہ معلوم ہوئی تو آپ نے اسجگہ اقامت کی اور گوشہ گزینی اختیار کی۔ امراء عہد سکندر لودھی کی بعض عورتیں آپکی معتقد ہوگئی تھیں۔ آپ

اندرون قلعہ زراعت کرتے تھے اور اسکی آمدنی فقراء میں صرف کرتے تھے۔ مولانا جمالی اکثر آپ سے ناشایستہ مذاق کرتے تھے اور آپ اس سبب سے بہت رنجیدہ و غصہ ہوتے تھے۔ آپنے بزمانہ ہمایوں بادشاہ سنہ ۹۴۲ ہجری میں وفات پائی۔ آپکا مزار لاٹھ کے قریب جو ایک عالیشان دروازہ سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اس دروازہ کے شرق میں ہے۔

شیخ علی سجزی رحمۃ اللہ علیہ

آپ خواجہ معین الدین حسن سجزی ثم الاجمیری کے رشتہ دار ہیں اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے ہمسایہ۔ خواجہ صاحب اکثر آپکے مکان پر آتے رہتے تھے۔ خزینہ میں آپ کا نام خلفاء خواجہ معین الدین چشتی میں درج ہے اور روضہ میں لکھا ہے کہ آپ خواجہ قطب الدین کے مصاحب تھے اور جسکو خواجہ صاحب خلافت دیتے تھے یہ حکم دیتے تھے کہ آپکی مہر بھی کرائے ؂

آپ کا سن وفات معلوم نہیں ہوا۔ مزار آپ کا لاٹھ کے جنوب میں آبادی کی طرف آتے ہوئے ایک چار دیواری کے اندر ہے

سلطان شمس الدین التمش رح

تھے
آپ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مرید و خلیفہ ہیں۔ بادشاہ وقت

مگر کبھی بے وضو نہیں رہتے۔ اور خود دستکاری کر کے اپنا پیٹ
پالتے اور پابند شریعت رہتے خواجہ صاحب کے وصال کے بعد
آپ نے اپنے ہاتھ سے غسل دیا جب نماز پڑھنے کا وقت آیا تو خواجہ
صاحب کے خلیفہ شیخ ابو سعید تبریزی نے فرمایا کہ خواجہ صاحب
کی یہ وصیت ہے کہ میرے جنازہ کا امام وہ شخص ہو جس نے کبھی
حرام نہ کیا ہو اور عصر کی سنتیں اور جماعت کی تکبیر اولی کبھی فوت
نہ کی ہو۔ اسکو سنکر تھوڑی دیر سب خاموش رہے اور بظاہر کوئی
آمادہ نہیں ہوا۔ آخر بادشاہ آگے بڑھے اور فرمایا کہ میں یہ چاہتا
تھا کہ میرے حال پر کوئی مطلع نہو۔ مگر خواجہ نے افشا فرما دیا پھر
آپ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ ۶۳۳ھ میں آپ نے انتقال فرمایا
لاکھٹ کے قریب آپ کا مقبرہ ہے کہ جسکا گنبد نہیں رہا ہے۔

بابا حاجی روزبہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ دہلی کے قدیم اولیاؤں میں سے ہیں اویسی المشرب تھے
اور بہت عالی ہمت و منزلت۔ راجہ پتھورا کے وقت میں یہاں
تشریف لائے تھے قلعہ کی خندق میں آپکی گپھا تھی بہت سے
کافر آپکی وجہ سے مسلمان ہو گئے تھے اور اس وقت کے نجومیوں نے
آپکے آنیکو فال بد تصور کر کے راجہ پتھورا سے کہا کہ اس شخص کے
آنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب مسلمانوں کی عملداری ہو جائیگی

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ راجہ کی بیٹی نے آپکے ہاتھ پر توبہ کی اور مسلمان ہو گئی تھی اور آپکے قبر کی برابر جو دوسری قبر ایک عورت کی ہے وہ اسی کی قبر ہے۔ واللہ اعلم۔

آپ بعد انتقال اسی جگہ قلعہ کی خندق میں جانب غرب دفن ہوئے سنہ وفات معلوم نہیں ہوا۔

شیخ شہاب الدین حقگو رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ فخر الدین کے مرید و خلیفہ ہیں۔ آپکا لقب اس وجہ سے حقگو ہوا ہے کہ سلطان محمد بن تغلق کا حکم تھا کہ مجکو محمد عادل کہا جائے آپ نے انکار کیا اور فرمایا کہ میں ظالم کو عادل نہیں کہونگا بادشاہ نے آپکو قلعہ سے نیچے پھینکوا دیا اور آپکا انتقال ہو گیا۔

سنہ وفات معلوم نہیں ہوا ہے +

شیخ شہاب الدین عاشق خدا رح

آپ شیخ امام الدین ابدال کے فرزند و خلیفہ ہیں اور اپنے وقت میں شیخ الہداد و یگانۂ روزگار تھے آپ نے شیخ بدر الدین غزنوی سے بھی فیض پایا ہے اور مدارج اعلیٰ پر پہنچے ہیں عشق و محبت حقیقی و مجازی انتہا درجہ کا تھا۔ لکھا ہے کہ ایک دفعہ اپنے والد صاحب کے عرس میں حاضرین کیلئے روٹی سالن پکوایا تھا

اور لوگ بہت آگئے تھے۔ خادم نے آکر کھانے کی کمی کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ روٹیوں پر شیخ کی روٹیاں ڈھانک دو اور دیگ پر سرپوش رکھدو اور روٹی سالن کو نہ دیکھو۔ بسم اللہ لکھکر خلق اللہ کو دینا شروع کردو اسمیں برکت ہوگی اور سبکو ملجائیگا۔ خادم نے ایسا ہی کیا کہ روٹیوں کو چھپائے رکھا۔ اور سرپوش دیگ سے نہ اٹھایا اور سب کو کافی ہوگیا۔ آپکا مزار نزدیک عیدگاہ شمسی جانب شمال ایک چھوٹے سے گنبد میں ہے

شیخ اوحدالدین کرمانی رح

آپ شیخ رکن الدین سنجاسی کے مرید ہیں وہ مرید شیخ قطب الدین سہروردی کے اور وہ مرید شیخ ابوالنجیب سہروردی کے تھے۔ آپ بہت بڑے مشائخین اور علماء صوفیہ سے تھے۔ اور آپ کو خوبصورت آدمی بہت پسند تھا ایک روز ایک معشوق کی طرف دیکھ رہے تھے۔ شیخ شمس الدین تبریزی نے اُنسے پوچھا کہ کیا کررہے ہو۔ آپ نے جواب دیا کہ اسکو پانی کے کٹورہ میں دیکھ رہا ہوں۔ شیخ تبریزی نے کہا کہ اگر تم اسپر بل نہیں رکھتے تو آسمان پر کیوں نظر نہیں کرتے کہ چاند بے حجاب نظر آئے۔ لکھا ہے کہ جب سماع میں آپکو وجد آتا تو لوگوں کے کپڑے پھاڑ ڈالتے اور اپنا سینہ اُنکے سینہ پر رکھدیتے تھے۔ جب آپ بغداد

میں پہنچے۔ اور خلیفہ بغداد کا بیٹا خوبصورت تھا تو خلیفہ نے آپکی عادت
سنکر کہا کہ یہ شخص بدعتی اور کافر ہے اگر میرے لڑکے کے ساتھ
میری مجلس میں یہ حرکت کریگا تو اسکو مروا دونگا۔ جب سماع
ہوا تو پھر خلیفہ کے دل میں وہی خیال آیا۔ شیخ کو کرامت سے
معلوم ہوگیا اور یہ رباعی پڑھی

رباعی

سہل ست مرا بر سر خنجر بودن در پائے مراد دوست بے سر بودن
تو آمدہ کہ کافرے را بکشی غازی چو تو نا روا ست کافر بودن

یہ سنکر خلیفہ و پسر خلیفہ آپکے قدموں میں گر گئے اور مرید ہوگئے
آپ نے بزمانہ شمس الدین التمش ۶۳۵ھ میں انتقال فرمایا۔ آپکا
مزار متصل عیدگاہ شمسی آپ ہی کی بنائی ہوئی مسجد میں بنا ہے

شیخ حسین خیاط رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام تذکرۂ خلفاء خواجہ معین الدین چشتی میں لکھا ہے
اور روضہ میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید
لکھا ہے اور لکھا ہے کہ آپکے کپڑے ہی سیتے تھے اس وجہ سے
خیاط مشہور ہوگئے۔ آپکا مزار درگاہ قطب صاحب کے بڑے دروازہ
شمالی کے باہر ڈھلاؤ پر داہنی جانب چبوترہ پر ہے +

شیخ حسین دانا رحمۃ اللہ علیہ

لکھا ہے کہ آپ قاضی زادہ تھے جب آپکے والد نے انتقال فرمایا۔ تو بادشاہ وقت نے آپکو قضاءت دینی چاہی مگر آپ نے انکار کیا اور دیوانہ بنگئے۔ جب یہ خبر خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کو پہنچی تو فرمایا کہ حسن دیوانہ نہیں بلکہ دانا ہے۔ قضاءت کو قبول نہیں کیا اور دیوانہ بنگیا ہے۔ جب سے آپکا لقب دانا ہوگیا۔ آخر کار آپ خواجہ صاحب کی خدمت میں آگئے اور خاص مصاحبوں میں شامل ہوگئے۔ آپکا مزار اندر احاطہ درگاہ قطب صاحب مسجد کہنہ کے پیچھے چبوترہ پر ہے جو جانے میں اول بائیں ہاتھ کو پڑتا ہے اور داہنی طرف مجر خواجہ صاحب کا ہے۔

شیخ اللہ دیا رحمتہ اللہ علیہ

آپ بابا فرید الدین شکر گنج رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھے اور نہایت زاہد و عارف تھے۔ خواجہ صاحب سے بہت اعتقاد تھا پیر کی رات کو آپ شکر کی ٹھلیا بھر کر لاتے تھے اور خادموں اور فقیروں کو بانٹ دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کسی ناحق تہمت کے الزام میں گرفتار ہوکر آگئے اور کوتوال نے آپ کو قید سخت کردیا جب پیر کی رات آئی اور اشتیاق قدمبوسی خواجہ صاحب کا غالب ہوا اسی رات کو دیوار قید خانہ کی توڑ ڈالی اور طوق و زنجیر آپکے علیحدہ ہوگئے اور آپ قید خانہ سے نکل آئے بازار سے شکر خریدی اور حسب معمول

بٹھلیا میں بھر کر خواجہ صاحب کے روضہ پر آئے اور شکر بانٹی جب اس کرامت کی خبر کو توال پاس پہنچی تو کوتوال اپنے فعل سے پشیمان ہوا آپ کا مزار شیخ دانا کے قریب دوسرا مزار ہے ؛

مولانا ناصح الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ قاضی حمید الدین ناگوری کے صاحبزادہ اور سجادہ نشین تھے لکھا ہے کہ ایک شخص بشیر نامی بدایوں سے آپکی خدمت میں دہلی آیا کہ خرقہ حاصل کرے اس غرض سے شمسی تالاب پر مجلس منعقد کی اور وہاں بعض درویش جمع ہوئے اسی اثناء میں اس شخص نے شمسی تالاب کو دیکھکر کہا کہ یہ تالاب معمولی ہے حوض ساغر جو بدایوں میں ہے اس سے بہتر ہے - ایک شخص محمد کبیر حاضر تھے انھوں نے یہ بات سنکر مولانا ناصح الدین سے کہا کہ آپ اسکو خرقہ نہ دیں کہ بہت چھوٹا آدمی ہے۔ آپ کا مزار دروازہ مجھر قطب صاحب میں گھستے ہی اول مزار ہے ؛

شرف الدین بقال رح

جب قطب صاحب اول دہلی تشریف لائے تو آپ ہی کی دوکان سے قرض لیتے تھے۔ ایک دن جب غیب سے کھانا آنے لگا تو آپ کی بیوی نے قطب صاحب کے گھر آکر انکو [illegible]

دریافت کیا اور قطب صاحب کی بیوی سے اصل حال کہہ دیا تھا اُس وقت سے آپ معتقد دعا گیا مرید قطب صاحب کے ہو گئے تھے اُنکا مزار بعد مزار مولانا ناصح الدین رحمۃ اللہ علیہ زیر درخت کھرنی ہے اس مزار کے غرب میں جو قبر قریب دیوار ہے اسکا حال معلوم نہیں ہوا

شیخ بدرالدین غزنوی رح

آپ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ ہیں - سماع سننے تھے اور اس زمانہ کے مشایخ آپکی بزرگی کے معترف تھے آپ وعظ فرمایا کرتے تھے اور محبت کے بارہ میں بہت ذکر تے تھے - بابا فرید شکر گنج بھی آپکی مجلس وعظ میں حاضر ہوتے تھے - لکھا ہے کہ آپ کی خواجہ خضر سے ملاقات بھی ایک دفعہ آپکے والد نے آپ سے کہا کہ اگر خواجہ خضر کو مجھے دکھا دو تو اچھا ہو - ایک روز جب مسجد میں وعظ کہہ رہے تھے ایک شخص آدمیوں سے دور بلند جگہ پر بیٹھا ہوا تھا آپ نے اپنے والد کو اشارہ کیا کہ خضر وہ ہیں - آپکے والد نے اپنے دل میں خیال کیا کہ وعظ کے بعد اُن سے ملوں گا جب وعظ تمام ہوا خضر وہاں سے غائب ہو گئے آپکی بہت بڑی عمر ہوئی - آپ کو حالت وجد میں دیکھکر لوگ کہتے تھے کہ شیخ بڈھے ہو گئے مگر کس طرح ناچتے ہیں تو آپ نے سنکر کہا کہ شیخ نہیں ناچتے عشق ناچتا ہے - جسے عشق ہے وہی ناچیگا

آپ نے بزمانہ سلطان ناصر الدین ۶۵۷ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار اندر حجرہ قطب صاحب پائین میں درخت کھرنی کے نیچے متصل جھالرہ جو تین مزار ہیں اُن میں اول مزار آپ کا ہے۔

شیخ امام الدین ابدالؒ

آپ شیخ بدر الدین غزنوی کے مرید و خلیفہ ہیں اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے اور شیخ ضیاء الدین مرد غیب کے بھانجے۔ آپ کا اصل وطن اوش ہے اور بہت سے بزرگوں کی خدمت میں پہنچکر آپ نے فائدے حاصل کیے ہیں نیز شیخ فرید الدین گنجشکر کی خدمت میں رہکر علم ظاہری و باطنی حاصل کیا ہے۔ آپ جسکو تیز نگاہ سے دیکھتے تھے وہ اولیائے زمانہ سے ہو جاتا تھا۔ ہمیشہ آپ ابدالوں کے ساتھ سیر و طیر میں رہتے تھے اور زمانہ کے عجائب و غرائب دیکھتے تھے۔ آخر عمر میں بسبب محبت اپنی والدہ بی بی ہمل کے جو خواجہ صاحب کی دایہ تھیں چاہا کہ آپ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مرید ہو جائیں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ تمھارا حصہ بدر الدین پاس ہے اُنکے مرید ہو جاؤ۔ نتیجہ خواجہ صاحب کے حکم سے آپ اُنکے مرید ہو گئے اور دنیوی خواہشوں سے دست بردار ہو کر ریاضت اور عبادت میں مشغول ہو گئے اور خلافت حاصل کی۔ آپ نے بزمانہ سلطان

علاء الدین خلجی ۷۱۰ھ میں وفات پائی آپکا مزار متصل مزار شیخ بدرالدین غزنوی جانب مشرق ہے +

شیخ ضیاء الدین مرد غیب رح

آپ کی نسبت سوا اسکے کہ شیخ امام الدین ابدال آپکے بھائی تھے اور کوئی حال معلوم نہیں ہوا۔ خدام آپکو بجائے مرد غیب دست غیب کہنے لگے ہیں آپکا مزار امام الدین ابدال کے مزار کے برابر مشرق میں ہے +

شیخ احمد رئیس رح

آپ امام الدین ابدال کے چھوٹے بھائی اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے کوکا اور مرید تھے۔ خلوت وجلوت میں حاضر رہکر مثل نوکروں کی خدمت کرتے تھے اور ہر شب مجلس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتے تھے۔ ایک رات حضرت رسول صلعم نے آپ سے خواب میں فرمایا کہ صبح قطب الدین سے ہمارا سلام کہنا اور یہ کہنا کہ تم ہر رات کو جو تحفہ میرے لئے بھیجتے تھے تین رات سے نہیں پہنچا تغافل نہ چاہئے۔ جب آپ بیدار ہوئے صبحکو خواجہ صاحب کی خدمت میں پہنچکر یہ حال بیان کیا۔ خواجہ صاحب نے ان دنوں میں نکاح کرلیا تھا اس سبب سے تعلق

کر کے پھر بدستور درود پڑھنے لگے آپ کا مزار امام الدین ابدال کے پائین ہے ÷

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح

آپ بہت عالی مرتبہ اولیا و اصفیا سے ہیں اور خواجہ معین الدین چشتی کے خلیفہ اعظم۔ قطب الاقطاب وقت تھے آپکے فضائل ظاہری و معنوی و خوارقِ عادات و کرامات سے کتابیں بھری پڑی ہیں جو محتاج بیان نہیں لہذا بطور مشتے نمونہ از خروارے درج کیا جاتا ہے کہ آپکو اسقدر استغراق و محویت تھی کہ آپکے ایک صاحبزادے عمرے سالہ کا انتقال ہوگیا اور لوگ اسکو دفن کر آئے مگر آپ کو خبر نہوئی۔ جب گھر میں بیوی کے رونے پیٹنے کی آواز سنی تو پوچھا کہ کیا بات ہے۔ اور حال سن کر فرمایا کہ مجھے پہلے سے خبر نہوئی ورنہ میں اسکی زندگی کی دعا مانگتا اور امید تھی کہ خدا تعالی اسکو زندگی عطا کرتا۔ ایک مرتبہ ایک بڑھیا عورت کے لڑکے کو بادشاہ نے کسی الزام میں سولی پر چڑھوایا۔ بڑھیا عورت روتی چیختی آپ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ میرا لڑکا بیقصور سولی پر چڑھا دیا ہے آپ میری مدد کریں یہ سن کر آپ فورًا اٹھ کھڑے ہوئے اور وہاں پہنچے جہاں وہ سولی پر چڑھا دیا تھا۔ ہزاروں آدمی اسوقت جمع ہوگئے آپ نے لڑکے کی گردن پر ہاتھ ڈالکر فرمایا کہ خداوندا اگر یہ لڑکا بیقصور

تو اس کو زندہ کردے۔ آپکی دعا مقبول ہوئی اور فوراً لڑکا زندہ ہوگیا یہ حال دیکھکر ہزاروں ہندو مسلمان ہوگئے اور آپکے دستِ مبارک پر توبہ کی۔ آپ نے ۱۴ ربیع الاول [illegible]ھ کو انتقال فرمایا۔ مزار آپکا مشہور و معروف ہے۔

آپکے مزار کے کٹہرے کے اندر اور متصل جو قبریں ہیں انکی نسبت خدام کے بیانات میں بہت اختلاف ہے کوئی اندر کٹہرہ آپکے صاحبزادہ سید احمد کی قبر بتاتا ہے اور کوئی کہتا ہے کہ یہ قبر شیخ احمد نتاجی کی ہے۔ جو علاوہ سید احمد صاحبزادہ کے ہیں کوئی بیرونِ کٹہرہ شرق میں قبر شیخ احمد نتاجی اور پائیں میں متصل کٹہرہ ایک قبر سید محمد صاحبزادہ کی بتاتا ہے اور دو اوروں کی۔ بعض کہتے ہیں کہ بیرون کٹہرہ شرق میں قبر تاج الدین اوشی آپکے خلیفہ کی ہے اور پائیں میں دو قبریں صاحبزادوں کی بعض کا خیال ہے کہ اندر کٹہرہ مزار قاضی عماد کا ہے اور بیرون کٹہرہ شرق میں شیخ سعد کا اور پائین میں مزار تاج الدین اوشی کا کوئی مزار قاضی عماد و شیخ سعد کو درگاہ سے باہر کچھ فاصلہ پر جانب شرق ایک گنبد میں بتاتا ہے جو پہاڑی پر ہے۔

لکھا ہے کہ شیخ سعد و قاضی عماد [illegible] کی وجہ سے سماع کے منع کرنے میں بہت کوشش کرتے تھے اور اس سبب سے خواجہ صاحب کو [illegible] تھے [illegible] سماع [illegible] ارادہ سے [illegible] حالت سماع میں [illegible] ہوگئے اور [illegible] کی حالت [illegible] خواجہ صاحب [illegible]

روضۂ اقطاب میں لکھا ہے کہ اندر کٹھرہ آپکے بڑے صاحبزادہ
سید احمد کی قبر ہے اور انھیں کو شیخ احمد تماچی کہنے لگے ہیں۔ اور
بائیں میں قریب کٹھرہ جو تین قبریں ہیں انمیں سے ایک آپکے
صاحبزادہ سید محمد کی ہے اور دو قبریں سید خوجو اور سید کبیر پسران
سید احمد کی ہیں جو خواجہ صاحب کے پوتے ہیں اور بیرون کٹھرہ جانب
شرق آپکے خلیفہ شیخ تاج الدین اوشی کا مزار ہے اور یہی تحریر
روضہ اقطاب بمقابلہ اختلاف بیانی خدام صحیح و قابل اعتماد ہے

تعجب ہے کہ روضۂ اقطاب میں انکے ذکر میں انکا مزار خواجہ صاحب کے
پہلو میں ہونا کیسے لکھا ہے درحالیکہ پہلو میں صرف دو مزار ہیں ایک اندر
کٹھرہ آپکے صاحبزادہ کا اور دوسرا بیرون کٹھرہ تاج الدین اوشی کا
جب شیخ سعد و قاضی عماد کے مزارات پہلو میں مان لئے جائیں تو وہ تحریر
غلط ہوتی ہے اس لئے پہلو سے مراد سمت پہلو صحیح ہوسکتی ہے علاوہ
ازیں راقم نے حافظ محمد اکبر خادم سے جو عموی مولوی محمد انوار الحق
مرحوم کے ساتھ اکثر مزارات پر گئے ہیں۔ اور عموی صاحب موصوف
کو حالات و مزارات اولیا سے اچھی واقفیت تھی۔ سنا کہ
وہ بھی مزارات شیخ سعد و قاضی عماد کا اس علیحدہ مقبرہ میں ہونا
مانتے تھے جو مزارات مولانا جمالی رحمۃ اللہ علیہ سے پرے ایک
باڑی میں ہے۔

مولف

خواجہ عبدالعزیز بسطامیؒ

آپ خاندان سہروردیہ کے بزرگ ہیں اور آپ کا مزار قطب صاحب سے پہلے فتح دہلی کے شروع زمانہ کا ہے۔ آپ خواجہ بسنت مشہور ہوگئے تھے دیگر حالات آپکے متعلق معلوم نہیں ہوئے۔ آپ کا مزار قطب صاحب کے سرہانے گوشہ شمال و مغرب میں علیحدہ چبوترہ پر ہے

قاضی حمیدالدین ناگوریؒ

آپ مشایخ متقدمین ہندوستان سے ہیں اور علم ظاہر و باطن میں جامع تھے۔ اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ آپ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مصاحبوں میں سے ہیں۔ اگرچہ آپکو نسبت سلسلہ سہروردیہ سے ہے اور شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کے مرید و خلیفہ۔ لوگ کہتے ہیں کہ شیخ نے اپنے بعض رسایل میں لکھا ہے کہ میرے ہندوستان میں بہت خلیفہ ہیں۔ امنین سے ایک حمیدالدین ناگوری ہے واللہ اعلم۔ آپ صاحب تصانیف تھے اور آپکو سماع کا بہت شوق تھا کہ اس زمانہ میں کوئی آپکے برابر سماع کا شایق نہ تھا۔ اور اسی وجہ سے علماء عصر نے آپپر محضر بھی بنایا تھا۔ آپکے بعد حضرت نظام الدین اولیا کو اسیقدر سماع کا شوق ہوا اور اُن پر بھی محضر تیار ہوئے تھے۔ قاضی صاحب کے مزاج میں مذاق و ظرافت بھی تھی۔ چنانچہ ایک روز آپ اور شیخ

برہان الدین اور قاضی کبیر کو مشایخ زمانہ سے تھے مع اور لوگوں کے سوار جاتے تھے۔ وہ گھوڑا جس پر آپ سوار تھے بہت چھوٹا تھا اور ہمراہیوں کے گھوڑوں کے ساتھ نہیں چل سکتا تھا۔ قاضی کبیر نے کہا کہ اسپ شما بسیار صغیر است۔ آپ نے جواب دیا کہ۔ ولے بہ از کبیر است۔ آپکی بابا فرید شکر گنج سے بہت دوستی تھی اور خط و کتابت بھی تھی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ بابا فرید شکر گنج نے چاہا کہ سماع سنیں قوال حاضر نہ تھے مولانا بدرالدین اسحٰق سے فرمایا کہ قاضی حمید الدین ناگوری کا مکتوب پڑھو۔ شیخ بدرالدین اسحٰق گئے اور اُس تھیلہ کو جسمیں مکتوبات و رقعات جمع تھے سامنے رکھ کر ہاتھ ڈالا تو وہی مکتوب نکلا۔ بابا صاحب پاس لائے بابا صاحب نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر پڑھو۔ شروع مکتوب میں یہ مضمون تھا۔ کہ فقیر حقیر ضعیف نحیف محمد عطا کہ درویشوں کا غلام ہے اور بسر و چشم اُن کے قدموں کی خاک ہے۔ بابا صاحب نے یہیں تک سنا تھا کہ ایک حال و ذوق پیدا ہو گیا اس مکتوب میں یہ رباعی بھی تھی

رباعی

آں عقل کجا کہ در کمال تو رسد
آں روح کجا کہ در کمال تو رسد
گیرم کہ تو پردہ برگرفتی بجمال
آں دیدہ کجا کہ در جمال تو رسد

ایک دفعہ بعد وفات خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے چھ مہینے بارش نہیں ہوئی بادشاہ نے بزرگوں سے کہا کہ دعا کرو آپ نے فرمایا کہ اہل سماع کو جمع کرو اور دعوت دو۔ چنانچہ سب کو

جمع کیا گیا اور دعوت ہوئی۔ جب سماع شروع ہوا تو اسقدر زور سے بارش ہوئی کہ کبھی نہوئی تھی۔ آپ نے بعہد سلطان علاء الدین ۷۴۶ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار پائین قطب صاحب ایک علیحدہ بلند چبوترہ پر ہے ؏

مولانا فخر الدین دہلوی رحؒ

آپ مولانا شیخ نظام الدین اورنگ آبادی کے صاحبزادہ خلیفہ اور شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی اولاد میں ہیں اور آپکی والدہ صاحبہ سید محمد گیسودراز کی اولاد ہیں۔ آپ اورنگ آباد میں پیدا ہوئے تو آپکے والد آپکو شیخ کلیم اللہ جہان آبادی کی خدمت میں لائے۔ وہ دیکھکر بہت خوش ہوئے اور اپنے لباس میں سے آپکے لئے لباس بنوایا۔ اور مولانا فخر الدین نام رکھا۔ آپ لفظ مولانا کی برکت سے سات سال کی عمر میں زیارت رسول اللہ صلعم سے مشرف ہوئے اور پانچ دانے قہوہ کے آپکو عطا ہوئے۔ جب آپ جاگے تو ہاتھ میں وہ دانے پائے علی الصباح آپکے والد آپکے پاس آئے اور بوجہ کشف واقعہ الحال ہوکر فرمایا کہ بیٹا عطائے رسول صلعم کو تنہا نہ کھانا۔ آپ نے تین دانے اپنے والد صاحب کو دیئے اور دو آپ کھائے۔ آپ دہلی میں رہنے لگے اور تحصیل علوم کے بعد یاد الہی میں قدم بڑھایا۔ سرگروہ کاملین ہوئے۔

آپ علوم شریعت و طریقت کے عالم اسرار حقیقت کے محرم اور جامع کمالات
ظاہری و باطنی تھے۔ آپ سادہ وضعی کے ساتھ رہتے تھے اور جبہ عمامہ عصا
کے پابند تھے۔ آپکی قوت باطنی اسدرجہ تھی کہ ایک نظر میں آدمی بےخود
ہوجاتا تھا۔ ایک شخص مولوی مکرم نامی بوجہ سماع ہمیشہ آپکی مخالفت
کرتے۔ ایکدن عین مجلس سماع میں بحث و احتساب کیلئے آئے
مولانا نے تیز نگاہ سے اُنکی طرف دیکھا اُس نگاہ نے گویا تیر کیطرح
مولوی مکرم کے دل پر اثر کیا اور بے اختیار حال کھیلنے لگے اور اسی
وقت مرید ہوگئے اور درس تدریس چھوڑکر سلوک طریقت میں مصروف
ہوگئے۔ ایکدن مولوی صاحب اپنے پیر کے روبرو عاشقانہ نعرے
مارتے تھے اور کہتے تھے کہ مردمان ببینید رہزن دین و دنیا و قصاب عاشقان
فخرالدین است کہ بیک نیم نگاہ این مولوی محتسب را شیدا کردہ
اور مولانا انکی اس قسم کی مستانہ باتیں سُن کر مسکراتے تھے۔ ایک روز مولانا
صاحب نے ایک ہندی لڑکے کو انکے حوالہ کیا اور ارشاد کیا کہ اس کو
میزان الصرف پڑھاؤ چونکہ مولوی صاحب غایت عشق و ولولہ محبت
سے لبریز [illegible] اس حکم سے حیران ہوئے اور طوعاً
وکرہاً [illegible] تعلیم [illegible] سبق پڑھا
[illegible] پوچھا [illegible]
[illegible] مولوی صاحب [illegible]
[illegible] کتاب [illegible] ڈالدی اور سر سے پگڑی اتار کر

پھینکدی اور حال کھیلنے لگے۔ جب مولانا نے سُنا تو اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ مولوی صاحب بات پر آپکی کیا حالت ہوگئی تو کہا کہ بس بس مولانا معاف فرمائیے۔ اگر مرا یکشہید منظور ہے ت والا د ماغ تعلیم دہی ندارم۔ کتاب نظم العقاید۔ رسالہ مرجیہ۔ فخر الحسن وغیرہ چند چھوٹے چھوٹے رسالے آپکی تالیفات سے ہیں۔ آپ نے زمانہ شاہ عالم ثانی ۱۱۹۹ھ میں رحلت فرمائی آپکا مزار احاطہ درگاہ قطب صاحب میں دروازہ اندرونے مجھر کے قریب جو راستہ بائیں طرف مسجد اور باولی کو جاتا ہے قریب ہی بائیں طرف ہے۔

بی بی سارہ رحمتہ اللہ علیہا

آپ بہت بزرگ تھیں اور متقدمین میں سے ہیں۔ لکھا ہے کہ ایک دفعہ بارش نہیں ہوئی تھی اور بہت لوگوں نے دعائیں مانگی تھیں مگر مینہ نہ برسا تھا۔ شیخ نظام الدین ابو المویدنے اپنی والدہ صاحبہ کے دامن کا ایک تار ہاتھ میں لیکر کہا کہ خدایا اس تار کی عزت سے مینہہ برسا جو ایک ایسی بڑھیا عورت کے دامن کا ہے جسے ہرگز نامحرم نے نہیں دیکھا ہے۔ شیخ کی زبان سے یہ کلمہ نکلا تھا کہ مینہہ برسنا شروع ہوگیا۔ آپ نے بزمانہ سلطانہ رضیہ ۶۳۵ھ میں وفات پائی۔ آپکا مزار مسجد کہنہ درگاہ قطب صاحب کے پہلو سے جنوب میں ہے۔

شیخ نظام الدین ابو المؤید رحمتہ اللہ علیہ

آپ مرید شیخ عبدالواحد غزنوی بن شیخ احمد غزنوی کے ہیں مگر بعض لکھتے ہیں کہ آپنے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی صحبت سے بھی بہت فائدے حاصل کئے ہیں اس لئے آپکو اس خاندان کے خلفا میں شمار کیا گیا ہے آپکے دادا صاحب کو شمس العارفین کہتے تھے۔ سلطان جی نے آپکو دیکھا ہے اور اپنے لڑکپن کے زمانہ میں آپکے وعظ میں گئے ہیں اور آپکی تعریف لکھی ہے۔ آپنے خواجہ سالک یاراں کے لئے اپنی والدہ صاحبہ کے دامن کا تار لیکر دعا کی تھی تو آپ سے پوچھا گیا تھا کہ کس کے دامن کا تار تھا جب آپنے فرمایا تھا کہ میری والدہ کے دامن کا تھا اور وہ کپڑا خواجہ قطب الدین نے انکو عطا فرمایا تھا۔ آپ نے بزمانہ غیاث الدین بلبن ۶۷۲ھ میں انتقال فرمایا۔ آپکا مزار اپنی والدہ صاحبہ کے مزار کے قریب شرق میں ہے

شیخ حسین فیروز رحمتہ اللہ علیہ

خزینہ میں شیخ حسین فیروز ایک بزرگ کا نام خلفاء خواجہ قطب الدین بختیار کاکی میں لکھا ہے اور خدام آپکو خلیفہ خواجہ صاحب ہی کہتے ہیں۔ مگر سید فیروز نام بتلاتے ہیں۔ آپکے دیگر حالات ہمکو معلوم نہیں ہوئے۔

دائی ہبل رحمتہ اللہ علیہا

آپ شرفاء اوش کی اولاد سے ہیں اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی دایہ ریاضت وعبادت کرتی تھیں جب خواجہ صاحب پیدا ہوئے

تو بی بی ہمل نے جو خواجہ صاحب کے ہمسایہ میں رہتی تھیں اور جن کا آپکی
والدہ صاحبہ سے محبت و اخلاص تھا۔ محبت کی وجہ سے خواجہ صاحب کو اپنی دودھ سے
پرورش کیا۔ جب خواجہ صاحب بڑے ہوگئے اور خواجہ بزرگ سے خلافت حاصل ہوگئی
اور دہلی آگئے دوسرا نکاح کرلیا تو بی بی ہمل کو اودھ سے بلالیا اور
اُنکے حقوق ادا کرنیکی کوشش کی اور اپنے گھر کا اختیار آپکو سونپ دیا اور
آپکے حکم سے کبھی باہر نہیں ہوئے۔ آپکا مزار مقابل مسجد کہنہ متصل
دروازہ مشرقی درگاہ حضرت خواجہ صاحب ایک چار دیواری میں ہے اسمیں دوسرا
مزار اور ہے اسکو مزار والدہ قطب صاحب کا کہتے ہیں ؎

شیخ سلیمان مُندوی رح

آپ شیخ عیسیٰ جونپوری کے مرید و خلیفہ ہیں۔ آپ طالبعلموں کو تربیت
اور درویشوں کو تلقین کرنے میں یکتائے روزگار تھے۔ آپنے سیاحت
کی ہے اور بہت نعمتیں پائی ہیں۔ آپکو نقل ارواح کا مرتبہ حاصل تھا
(جو تصرفات نفس ناطقہ انسانی کے مرتبوں میں سے ہے) اور اسکی وجہ سے
آپ اکثر گذشتہ زمانہ کے حالات بتادیتے تھے۔ آپ قرآن شریف پڑھانے میں
یگانۂ عصر و بے مثل تھے۔ اور آنحضرت صلعم کے سامنے آپنے قرآن شریف
پڑھا تھا۔ اور آپ نے سالہا سال مسجد اقصیٰ و بیت الحرام میں اعتکاف کیا ہے
شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپسے قرآن شریف
پڑھا ہے اور مدت تک آپکی خانقاہ میں رہکر فائدہ اٹھایا ہے۔ آپنے

بزمانہ ہمایوں بادشاہ ۹۴۲ھ میں انتقال فرمایا۔ آپکا مزار عقب مزار خواجہ اندرون محل ہے۔

مولانا مجد الدین حاجی رح

آپ شیخ شہاب الدین سہروردی کے مرید ہیں۔ آپنے بارہ حج کئے پھر آپ دہلی آگئے اور شمس التمش کے وقت میں بعہدہ صدارت مقرر ہوگئے تھے۔ چونکہ آپ ملازمت سے خوش نہ تھے دو سال تک آپنے یہ خدمت انجام دی پھر آپ عذر و انکار کرکے علیحدہ ہوگئے اور گوشہ نشینی اختیار کی۔ آپکو پہلے سماع سے انکار تھا اور اس وجہ سے خواجہ قطب الدین اور قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہم سے اتحاد نہ تھا مگر آخر کار بلند ہمتی اور قابلیت سے منکر سماع نہ رہے اور خواجہ صاحب کے جلیس ہوگئے۔ سال وفات آپکا معلوم نہیں ہوا۔ آپ کا مزار روضۂ خواجہ سے جانب شرق سرحد لدہاسراے میں ایک احاطہ بالکل شکستہ ہے اسکے بیچ میں بڑا مزار ہے۔ اور یہ احاطہ باغ ناظر کے دروازہ غربی کے متصل واقع ہے۔

مولانا جمالی رحمۃ اللہ علیہ

اپ مولانا سماء الدین کے مرید ہیں۔ یکتاے زمانہ اور بہت خوبیونکے آدمی تھے آپکا اصل نام جلال خان ہے اور جلالی تخلص کرتے

تھے بعدہٗ پیر کے اشارہ سے جمالی تخلص کیا۔ آپ صغیر سن تھے کہ آپکے والد نے انتقال کیا۔ آپ نے استعداد حاصل کی اور شاعر ہو گئے۔ آپنے بہت سیاحت کی ہے اور حج بھی کیا ہے۔ اور مولانا عبدالرحمن جامی و مولانا جلال الدین دوانی کو بھی آپنے دیکھا ہے۔ آپکو علم مجلسی بہت تھا اور آپکے روبرو بڑے بڑوں کو مجلس میں گفتگو کرنیکا کم موقع ملتا تھا آپنے اپنا مقبرہ اپنی زندگی میں بنوایا تھا۔ آپکا ایک شعر پیغمبر صاحب صلعم کی نعت میں بہت مشہور رہا ہے۔ اور بعض نیک آدمیوں نے خواب میں اس شعر کے مقبول سرورکائنات ہونیکی بشارت پائی ہے شعر یہ ہے **شعر**

موسیٰ ز ہوش رفت بیک پرتو صفات تو عین ذات می نگری در تبسمی

آپکے دو صاحبزادہ تھے ایک شیخ عبدالحی جنکی قبر اپنے والد کے مقبرہ کے باہر چبوترہ پر ہے اور انھوں نے جوانی میں ۹۵۹ھ میں انتقال کیا دوسرے شیخ گدائی بڑے صاحبزادہ ہیں جنھوں نے ۹۷۶ھ میں وفات پائی۔ اندر گنبد میں ہی شیخ جمالی کے چچا کا مزار ہے۔ شیخ جمالی نے زمانہ ہمایوں بادشاہ ۹۴۲ھ ہجری میں رحلت کی۔ مزار آپکا درگاہ خواجہ سے مشرق میں کچھ فاصلہ پر ہے +

مسعود بک رحمۃ اللہ علیہ

آپ سلطان فیروز شاہ کے رشتہ دار ہیں۔ آپکا اصل نام شیر خاں ہے عرصہ تک امیروں میں رہے۔ دفعۃً جذبہ الٰہی نے دامن پکڑا اور حلقہ درویشوں میں

آکر شیخ رکن الدین دہلوی بن شیخ شہاب الدین امام کے مرید ہوگئے۔
آپکی سکر کی حالت تھی اور بادۂ وحدت میں مست تھے۔ اور اسقدر
مستانہ کلام فرماتے تھے کہ سلسلہ چشتیہ میں کسینے اسطرح اسرار حقیقت کو
فاش نہیں کیا۔ آپکے آنسو اسقدر گرم ہوتے تھے کہ اگر کسیکے لگجاتے
تھے تو جلن ہونے لگتی تھی۔ تصوف و توحید میں آپکی بہت تصنیفات
تھیں اور ایک دیوان بھی تھا۔ آپ نے بزمانہ معزالدین مبارک شاہ
سنہ ۷۳۶ھ میں انتقال فرمایا۔ آپکا مزار اپنے پیر کے برابر موضع لاڈوسرائے
میں صحن مسجد قنائی کے اندر ہے ✣

شیخ رکن الدین دہلوی رح

آپ مسعود بک کے پیر و مرشد۔ اور شہاب الدین امام خلیفہ
سلطانجی کے صاحبزادہ ہیں۔ آپ اولیائے وقت سے تھے اور آپنے
سلطانجی اور اُنکے خلفاء کی خدمت میں بھی پہنچکر سعادت اُخروی
حاصل کی ہے اور اپنے والد بزرگوار کے خلیفہ و جانشین ہوئے ہیں
آپ کا سال وفات معلوم نہیں ہوا۔ مزار آپکا اپنے مرید اور اپنے والد
کے برابر ہے ✣

شیخ شہاب الدین امام رح

آپ سلطانجی سے مرید ہونیکے بعد اول خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی سے

مامور ہوئے جو سلطانجی رحمتہ اللہ علیہ کے بھانجہ کے صاحبزادہ ہیں
آپکو رہنے کیلئے جماعت خانہ میں ایک چھوٹا سا حجرہ دیدیا گیا تھا
آپکو عرصہ سے یہ آرزو تھی کہ امامت سلطانجی کی میسر آجائے تا کہ
ہمسروں سے سبقت لیجاؤں اور ہر کسی سے اس معاملہ میں کوشش کراتے
تھے لیکن امامت خواجہ محمد بنبیرۂ بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہم کے سپرد
تھی اور یہ خاص انہی کا کام تھا اور انکی غیر حاضری میں انکے چھوٹے
بھائی خواجہ موسیٰ یہ خدمت انجام دیتے تھے۔ اور جو کوئی امامت کرتا
وہ انکی نیابت میں کرتا تھا۔ آپ نے مصنف سیر الاولیا کے والد سید مبارک
بن سید محمد کرمانی سے مشورہ کیا۔ انھوں نے کہا کہ جب دونوں نہ ہونگے
تو میں خواجہ اقبال خادم سے کہدونگا کہ تمکو امامت کیلئے آگے کردیں
چنانچہ ایک روز ایسا ہی ہوا کہ خواجہ محمد و خواجہ موسیٰ دونوں نہ تھے
خواجہ اقبال نے آپکو آگے بھیجدیا۔ آپ بہت خوش الحان تھے نہایت
عمدگی سے قراءت کی سلطانجی نے پسند فرمایا جب سلطان جی
نماز سے فارغ ہوئے اور جانماز اپنے کندھے پر ڈالکر چلے تو نصیر الدین
امام قدموں میں گر گئے ؏

گردست دہم ہزار جانم در پائے مبارکت فشانم

سلطانجی قدموں پر سے سر اٹھا نیکو جھکے تو جانماز آپ پر آپڑی
وہ آپکو عطا فرمائی۔ انھیں دنوں میں خواجہ محمد امام کا ارادہ بابا
فرید شکر گنج رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کیلئے پاک پٹن جانیکا ہوا

اور شہاب الدین امام۔ نائب امامی سے مستقل امام ہو گئے۔ آپ سماع کے بہت شائق تھے اور اسکے غوامض خوب سمجھتے اور رقص و بکا کرتے تھے۔ آپکا مزار بھی اپنے صاحبزادہ کے مزار کے برابر ہے۔

فریدالدین چاک پرانؒ

آپ سلطان التارکین شیخ حمیدالدین صوفی ناگوری کے پوتے ہیں اور انہی کے مرید و خلیفہ و صاحب سجادہ۔ اور اپنے دادا صاحب کے ملفوظات بنام سرور الصدور آپنے جمع کئے تھے۔ آپ سلطان محمد تغلق کے زمانہ میں ناگور سے دہلی آگئے تھے اور یہیں سکونت اختیار کر لی تھی۔ کہتے ہیں کہ آپنے حالت سکر میں چاک پتھر کا اپنی گردن میں ڈال لیا تھا اور اسی طرح ناگور سے دہلی آگئے واللہ اعلم۔

آپکی عمر سو برس سے زیادہ ہوئی اور تمام عمر طالبوں کے ارشاد و تلقین میں گزاری ہے۔ آپ نے ۵۲ ہجری میں انتقال فرمایا آپکا مزار برراستہ قطب صاحب جانب شرق بیچ منڈل قریب لاڈو سرائے ایک بلند چبوترے پر چار دیواری میں ہے جسکے اندر درخت نیم ہیں اور راستہ بوجہ بلندی نہیں ہے

مخدوم شیخ حیدر رحمتہ اللہ علیہ

آپ سلطانجی کے خلفاء راشدین سے ہیں۔ بہت عظیم الشان و مستقیم الحال تھے۔ کلمات الصادقین میں آپکو سلطانجی کے

اخبار ون میں سے لکھا ہے آپکو عزلت و گوشہ نشینی کی عادت تھی۔ مجمع میں بیٹھنے سے آپکو تکلیف ہوتی تھی اور باوجود مرتبہ خلافت کے گمنامی کی عادت اختیار کر لی تھی اور عام لوگوں کی طرح اپنے تئیں ظاہر کرتے تھے اور انہی کی وضع میں رہتے تھے اور ہمیشہ فقر و فاقہ میں بسر کی۔ آپکے بہت مرید تھے۔ شیخ علم الدین ہزبری آپکے خلفاء میں سے ہیں۔ آپکا مزار لاڈو سرائے سے کسیقدر فاصلہ پر لب سڑک پختہ تغلق آباد بائیں طرف ایک گنبد میں ہے کیواڑ آہنی لگے ہوئے ہیں۔

ملک سید الحجاب رحمۃ اللہ علیہ

آپ کو سید الحجاز بھی کہتے ہیں۔ اور اصل نام آپکا معروف ہے آپ خواجہ وحید الدین قریشی کے صاحبزادہ ہیں۔ دونو باپ بیٹے سلطانجی کے مرید ہیں۔ جسروز ملک سید الحجاب پیدا ہوئے تو آپکے والد اسی روز تعیین نام کیواسطے سلطانجی کی خدمت میں لائے۔ سلطان جی اسوقت تجدید وضو کر رہے تھے جب وضو کر لیا تو خواجہ وحید الدین نے لڑکے کو سلطانجی کے سامنے پیش کیا آپنے فرمایا کہ اس معروف زمانہ کو آگے لاؤ۔ جب بچہ آگے لیگئے۔ سلطانجی نے وضو کا باقی پانی آپکے منہ میں ڈالا اور کہا کہ اس مشہور زمانہ کو اچھی طرح سے درست کرنا کہ مشاہیر زمانہ سے ہوگا۔ چونکہ سلطانجی کی زبان سے لفظ معروف نکلا تھا اسلیئے آپکے والد نے آپ کا نام معروف رکھدیا۔ جب فدا

بڑے ہوئے تو زہد و ریاضت میں مشغول ہوئے اور حج و زیارت مدینہ سے مشرف ہوئے اور وہیں اپنے حسن سلوک کے سبب سے صدر الحجاز کے خطاب سے مخاطب ہوئے۔ پھر آپ دہلی میں آگئے اور عبادت میں مشغول ہوئے سلطان محمد تغلق نے آپکی عقلمندی و کمال سن کر اپنے حضور میں بلا لیا اور بعد الطاف شاہانہ سے سرفراز کیا اور نائب عماد الملک بنایا۔ جب فیروز شاہ تخت نشین ہوا تو وہ اور زیادہ آپ پر گرویدہ ہوا اور لقب سید الحجاب سے مخاطب کیا اور خلوت و جلوت میں رہنے کی اجازت دی تھی اور مصاحب مقرر کیا۔ آپ نے اپنی نیک نیتی سے خلقت کو بہت نفع پہنچایا اور بادشاہ سے بہت کچھ خیرات فقیروں اور غریبوں کو دلوائی۔ جب آپ بادشاہ کے پاس سے گھر آتے تھے تو عبادت میں مشغول ہوتے تھے اور تلاوت قرآن بلفظ بہت کرتے تھے اور گریہ و زاری فرماتے تھے چالیس سال تک بادشاہ کا مصاحب سوائے آپکے کوئی نہ ہوا۔ اور آخر سال جلوس میں آپ نے وفات پائی اسلیئے سال وفات ۷۹۳ھ ہونا چاہیئے روضہ میں ۷۹۲ھ لکھا ہے آپکا مزار شیخ حیدر کے مقبرہ سے آگے موضع سید العجائب میں ہے

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح

آپ آقا محمد ترک بخاری کی اولاد میں ہیں جو بخارا میں اپنے قبیلہ کے سردار تھے اور بزمانہ سلطان علاء الدین خلجی معہ اپنے بہت سے ترک

رشتہ داروں اور خدمتگاروں کے ترک وطن کرکے دہلی آگئے تھے اور پیشگاہ سلطانی سے معزز ہوکر ممالک گجرات کے تابع کرنیکے مامور ہوئے اور اس مہم کے بعد بحکم بادشاہ وہیں مقیم ہوگئے اور نہایت امیرانہ زندگی بسر کرتے رہے اور ایک سوا ایک فرزند آپکے ہوئے مگر تھوڑی مدت بعد سب مرگئے اور صرف ایک بیٹا رہگیا تھا۔ حضرت شیخ آقا محمد ترک کی ساتویں پشت میں ہیں۔ آپکے صاحبزادہ شیخ نورالحق رحمۃ اللہ علیہ نے آپکے ایماء کے موافق پتھر پر آپکے حالات کندہ کراکر سرھانے مزار کے نصب کرادیا ہے +

اخبار الاخیار کے بعض الفاظ فقرات سے آپکا ترکی بالنسل ہونا ظاہر ہوتا ہے مثلاً آپکے اپنے نام کیساتھ ترک دہلوی البخاری لکھا ہے صرف سکونت کے اظہار کیلئے لفظ بخاری کافی تھا اور جاننے والے جان سکتے تھے کہ بخارا ترکستان میں ہے۔ اگر ترک سے مراد ترکستانی لیجائے تو یہ درست نہیں صرف لفظ بخاری سے ترکستانی ہونا اسیطرح ظاہر ہوتا ہے جسطرح لفظ دہلوی سے ہندی ہونا۔ اور اسطرح نہیں لکھا جایا کرتا۔ علاوہ ازیں آپکے اپنے جد امجد کے نام کیساتھ بھی لفظ ترک استعمال کیا ہے اور ترک رشتہ داروں کے ساتھ دہلی آنا لکھا ہے۔ چنانچہ وہ عبارت یہ ہے۔ جد بزرگ ما آقا محمد ترک البخاری از بخارا در زمان عظمت نشان سلطان محمد علاء الدین خلجی بدہلی تشریف آوردہ و چون در آنجا قبیلہ دار و سر قوم خود بود جماعۂ کثیر از اتراک که پیوند قرابت و رابطہ تبعیت و خدمت بود داشتند نیز از وطن اصلی انتقال نمودہ در ملازمت او درین دیار رسیدہ۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ مؤلف

جسکا ترجمہ حسب ذیل ہے۔ مجمل حالات آپکے یہ ہیں کہ ابتداء سن
عبادت الٰہی و تحصیل علم میں مشغول ہوئے اور قریب سن بلوغ کے اکثر علوم
دین تحصیل کئے۔ بائیس سال کی عمر یعنی فارغ التحصیل ہوگئے اور کلام اللہ
حفظ کیا۔ اور لوگ آپ سے فائدہ حاصل کرنے لگے۔ عنفوان جوانی ہی میں
جذبہ الٰہی نے کھینچا اور یکبارگی دوستوں اور وطن سے دل اچاٹ گیا
اور حرمین شریفین چلے گئے عرصہ تک وہاں رہے اور اولیاء وقت کی صحبتوں
میں رہکر اجازت و خلافت پائی اور علاوہ اسکے فن حدیث کی تکمیل کر کے
بہت سی برکتوں کے ساتھ وطن مالوف کو تشریف لائے اور باون برس
نہایت اطمینان و دلجمعی کے ساتھ اپنے صاحبزادوں اور طالبعلموں
کی تکمیل کی خصوصاً علم حدیث شریف میں اسطرح مشغول ہوئے کہ
دیار عجم میں علمائے متقدمین و متاخرین میں سے کسی کو یہ بات میسر
نہیں آئی اور آپ ممتاز و مستثنیٰ ہوئے اور فنون علمی خاصکر علم حدیث میں
معتبر کتابیں تصنیف کیں چنانچہ علمائے زمانہ نے انکو اپنا دستور العمل
بنایا۔ آپکی تصانیف چھوٹی اور بڑی ملاکر سو کتابیں ہیں اور اشعار
پانچ لاکھ کے قریب ہیں۔ آپ اول سلسلہ قادریہ میں اپنے والد بزرگوار
کے مرید ہوئے۔ بعدہ اپنے والد صاحب کے حکم سے سید موسیٰ قادری پاک شہید
کے مرید ہوئے جنکا مزار ملتان میں ہے۔ پھر شیخ عبدالوہاب متقی سے
مکہ شریف میں مرید ہوئے جو قادری شاذلی اور مدنی سلسلہ کے تھے
اور چشتیہ خاندان میں بھی شیخ مودود چشتی سے سلسلہ پہنچا اور آپنے

ان سب بزرگوں میں خلافت پائی۔ آخر میں خواجہ محمد باقی رحمۃ اللہ علیہ سے فیض پایا۔ اور اس سلسلہ کی تکمیل کی۔ آپ نے بزمانہ شاہجہاں بادشاہ سنہ ۱۰۵۲ھ میں انتقال فرمایا۔ آپکا مقبرہ حوض شمسی کے غرب میں مشہور ہے یہ مقبرہ آپکے لئے مہابت خاں سپہ سالار شاہجہاں بادشاہ نے آپکی حیات میں بنوایا تھا۔ ۱

آپکے مقبرہ کی پشت کے احاطہ میں ایک مزار ہے جسکی نسبت حافظ محمد ابراہیم خادم وحافظ محمد اکبر خادم کو منجانب شیخ عبدالحی ؒ بشارتیں ہوئی ہیں کہ یہ مزار سید نیاز علی حسینی کا ہے لوگوں کو منع کر دو کہ اس صحن میں جوتیاں پہن کر نہ آئیں اور یہ مزار ہم سے پہلے کا ہے۔

شیخ نور الحق رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے فرزند ارجمند اور انہی کے شاگرد ہیں اور سلسلہ قادریہ میں انھیں کے مرید وخلیفہ۔ آپ اپنے والد صاحب کی حیات ہی میں غالباً انکی اجازت سے شیخ عاشق محمد نبیرہ زادہ شیخ نظام نارنولی کے مرید ہوئے اور بعدہٗ شیخ احمد مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں خواجہ محمد معصوم وخواجہ احمد سعید کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس سلسلہ کے انتہائی مقامات حاصل کیے۔ شرح صحیح بخاری وشرح صحیح مسلم آپکی عمدہ تصنیفات سے ہیں۔ آپ نے سنہ ۱۰۷۳ھ میں بزمانہ اورنگ عالمگیر انتقال فرمایا۔ آپکا مقبرہ اپنے والد بزرگوار کے مقبرہ کی برابر

مشرق میں ہے۔

شیخ ادھن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نانا صاحب ہیں اور مولانا شہاب الدین کے مرید۔ اصل نام انکا زین العابدین ہے اور شیخ شیخ اودھن۔ آپ نہایت دانشمند وکامل اور عابد وزاہد تھے۔ شیخ سیف الدین آپکے داماد کا قول ہے کہ میں نے سوا ہے انکے کسی کا ظاہر و باطن یکساں نہیں دیکھا۔ آپکی زبان پر ہمیشہ ذکر خدا رہتا تھا اور نہایت خوبصورت و نورانی شکل تھی۔ اکثر روزہ رکھتے تھے سلطان سکندر لودھی نے آپکو حاجب مقرر کرنا چاہا مگر آپنے قبول نہیں کیا۔ آپنے بزمانہ بابر بادشاہ ۹۳۲ھ میں انتقال فرمایا انکا مزار درخت پیپل کے نیچے میدان میں مقبرہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے غرب میں ہے۔

شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد ہیں اور شیخ امان پانی پتی کے مرید و خلیفہ۔ شیخ امان آپ پر نہایت مہربان تھے اور آپکو بھی پیر سے بہت محبت و اعتقاد تھا۔ شیخ امان نے خلافت نامہ کا مسودہ آپکے لئے کئی روز میں خود اپنے

ہاتھ سے کیا تھا۔ آپ شروع میں ایک سہروردیہ عالم کے مرید ہو گئے تھے جب شیخ امان کی خدمت میں پہنچے تو آپ سے عرض کیا کہ پہلے اسطرح بیعت ہو گیا ہوں اب آپکی محبت اور ارادت کا شوق سب یا تو پر غالب ہے شیخ امان نے فرمایا کہ کچھ حرج نہیں یہ امر محبت پر منحصر ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں مرید ہو گیا تو پہلے مجھسے فرمایا کہ کچھ اپنا حال یا تصورات و خیالات کہو۔ میں نے عرض کیا کہ میرا کوئی حال نہیں تصورات و خیالات کیا ہونگے۔ تو شیخ نے فرمایا کہ میں اس لئے پوچھتا ہوں کہ تمھاری مناسبت معلوم ہو جائے کہ کس مشرب کی ہے میں نے عرض کیا کہ اکثر ایسا خیال ہوتا ہے کہ گویا تمام عالم عرش سے فرش تک میرے احاطہ میں ہے اور میں سب پر محیط ہوں۔ تو شیخ نے فرمایا کہ تم میں تخم توحید رکھا ہوا ہے پھر آپکو تربیت و تلقین کی یہاں تک کہ آپ خلیفہ ہو گئے۔

آپکا مرقد درواز ہٴ خرد احاطہ شیخ عبد الحق کے سامنے غرب میں جو ایک درخت نیم کے نیچے تین قبریں ہیں انہیں سے ایک ہے۔

حافظ محمد محسن نقشبندی رح

آپکو علوم ظاہری میں تکمیل حاصل تھی اور دہلی میں اس وقت کوئی آپکا ہمسر نہ تھا بعدہٗ کشش الٰہی سے شیخ محمد معصوم مجددی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فائدہ دینی حاصل کیا۔ کامل ہوئے

اور خرقۂ خلافت پہنا۔ صاحب کتاب مظہر جان جاناں فرماتے ہیں
کہ شیخ محمد محسن کے دوستوں میں سے ایک شخص نے فرمایا کہ ایک
بار میں اپنے پیر کے مزار کی زیارت کو حاضر ہوا۔ مراقبہ کیا تو حالتِ
بیخودی میں دیکھا کہ آپکا بدن بنفس نفیس و کفن سب درست ہے
مگر پانو کے تلوے اور وہاں کے کفن میں خاک کا اثر ہو گیا ہے میں نے
حضرت سے استفسار کیا کہ کیا باعث ہے تو فرمایا کہ مینے غیر شخص کا
پتھر لیکر وضو کی جگہ رکھ لیا تھا اُسپر وضو کیا تھا اور ارادہ یہ تھا کہ
جس وقت اسکا مالک آجائیگا اسکے حوالہ کردونگا۔ میں نے ایکبار
اُسپر قدم رکھا تھا اسکی وجہ سے خاک کا اثر میرے پانو پر پہنچگیا ہے
آپ نے بزمانہ شاہجہاں محمد شاہ بادشاہ ۱۱۴۲ھ ہجری میں وفات پائی
آپ کا مزار مقبرہ شیخ عبدالحق کے مغرب میں ایک چبوترہ
اور اندرون احاطہ جو چار قبریں ہیں اُنمیں سے ایک ہے

شیخ محمد احسان رحمتہ اللہ علیہ آپ کے فرزند ارجمند تھے۔
اور مرزا جانجاناں کے مصاحب و خلیفہ۔ آپ کی نسبت اسقدر
قوی تھی کہ جاڑے کے موسم میں گرم کپڑے کی ضرورت نہ تھی اور آپ
جلال جمیل اللہ کا نام سنتے تھے بیہوش ہو جاتے تھے۔ چونکہ یہ احاطہ میں
آپ کے والد صاحب کا مزار ہے ایک ہی خاندان اور ایک ہی شخص کی ملکیت
معلوم ہوتا ہے اس لئے آپ کی قبر بھی یہیں ہو گی۔

شیخ امجد و شیخ زین الدین رحمتہ اللہ علیہم

آپ سلطان بہلول لودی کے زمانہ میں تھے۔ آستانہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی میں بہت التزام رکھتے تھے۔ اور انکی روح سے متوجہ ہوتے تھے۔ ایک دفعہ وطن جانیکے لئے نکلے ایک دریا کے کنارے پر پہنچے جو راستہ میں پڑتا تھا اسمیں قدم رکھا اور ڈوبنے لگے ایک مرد اس پانی میں سے نکلا اور انکو اس مہلکہ حادثہ سے نجات دلائی۔ آپ واپس ہوکر گھر میں آگئے اور گوشہ میں بیٹھ گئے اور پھر کبھی نہ نکلے۔ دونوں بھائیوں کو کشف ارواح وانکشاف قبور تھا۔ اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ بواسطہ تربیت پائی اور شیخ زین الدین نے بھی قدم آستانہ خواجہ سے نہیں نکالا۔ آخر فوت ہوئے اور مقبرہ شیخ عبدالحق محدث رحمتہ اللہ علیہ کے قریب جانب مغرب مدفون ہوئے۔

مولانا شعیب رحمتہ اللہ علیہ

آپ عالم باعمل صورت وسیرت میں فرشتہ اور وعظ و ذکر میں بینظیر تھے جسوقت آپ وعظ کہتے تھے اور قرآن شریف پڑھتے تھے تو کوئی شخص وہاں سے نہیں جاسکتا تھا سر پر بوجھ بھی ہوتا تو سننے کیلئے کھڑا ہو جاتا تھا سب امیر اور شہر کے عالم آپکے وعظ میں حاضر ہوتے تھے۔

اور بہت سے امیر اور اہل شہر ابتداءً آپکے شاگرد تھے۔
وہ درویش جسنے یوسف قتال کو نعمت دی پہلے مولانا شعیب پاس آیا تھا۔ آپنے دفعتہً وعظ و تذکیر چھوڑنے سے انکار کیا اور وہ چلا گیا یوسف قتال سے کہا انھوں نے فوراً جو کچھ اس نے کہا قبول کیا۔ اور ولی کامل ہو گئے۔ مولانا نے زمانہ بابر بادشاہ ۹۳۶ھ ہجری میں انتقال کیا آپکا مزار حوض شمسی پر مقبرہ شیخ عبدالحق کے قریب ایک گنبد میں ہے۔

مولانا وجیہہ الدین پائلی رح

آپ عالم متبحر اور استاد وقت تھے۔ زہد و تقوی میں ممتاز تھے آخر میں سلطانجی کے مرید ہو گئے اور کمال اعتقاد انسے ہو گیا آپ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں پانی پت جارہا تھا راستہ میں ایک صوفی ملا وہ میری نظر میں نہیں جچا۔ اُس نے کہا اے مولانا کیا کوئی مشکل بات آپکی سمجھ میں نہیں آئی۔ آپ کہتے ہیں کہ مجھے علم میں چند مشکلات لگتی تھیں۔ ہر ایک اُس سے بیان کی۔ جواب باصواب پایا اور مجھے اطمینان ہو گیا یہاں تک کہ اُس نے مسئلہ قضا و قدر نہایت صفائی سے بیان کیا۔ بعدہٗ پوچھا کہ تم کس کے مرید ہو۔ آپنے کہا کہ سلطانجی کا مرید ہوں۔ صوفی نے کہا کہ وہ ہمارے قطب ہیں۔ آپکا مزار قبرستان قاضی کمال الدین صدر جہاں میں حوض شمسی پر لکھا ہے۔ آپ حوض

شمسی کے غرب میں ایک خانقاہ کے جنوب میں میدان میں ایک چبوترہ پر ہے ایک درخت نیم وہاں ہے۔

خواجہ سماء الدین رحمتہ اللہ علیہ

آپ سید کبیر الدین اسمٰعیل نبیرۂ مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاری کے مرید و خلیفہ ہیں۔ آپ بعض آفات کی وجہ سے ملتان سے نکل آئے تھے اول پہنا و رنتھنبور بیانہ وغیرہ میں رہے بعدہٗ دہلی گئے اور یہیں سکونت اختیار کر لی۔ آپکی بہت بڑی عمر ہوئی ہے آخر عمر میں آپکی بینائی جاتی رہی تھی مگر خدا تعالیٰ نے بغیر علاج کے پھر آپکو بصارت عطا فرمائی۔ آپ جب کبھی اپنے دروازہ پر کھڑے ہو جاتے تو یہ کہتے تھے کہ خلق خدا کے غلبہ شفقت و محبت سے یہ دل چاہتا ہے کہ تمام خلقت کو سماء الدین کی آنکھوں میں راہ ہو۔ آپنے بزمانہ سکندر لودھی سنہ ۹۰۱ ہجری میں وفات پائی۔ آپکا مزار حوض شمسی کے جنوب میں ایک گنبد میں ہے وہیں آپکی اولاد کی قبریں ہیں۔

اسی حوض شمسی پر مزارات ملک زین الدین وزیر الدین کے ہیں جنکو زین الدین زمردین کا مزار کہتے ہیں یہ دونوں اگرچہ تعلق بادشاہوں سے رکھتے تھے مگر شریف و صالح تھے ہزار ہا روپیہ خیرات اور نذر و نیاز میں صرف کرتے تھے اور زین الدین صاحب جب کبھی تلاوت قرآن شریف کرتے تو کھڑے ہو کر تے تھے اور نیند کا غلبہ ہوتا تو گلے میں رسی باندھ لیتے تھے اور سب گھر کے آدمی اور نوکر نماز تہجد پڑھتے اور دن تک درود وظایف میں مشغول رہتے تھے اور بارھویں کو ہزار ہا روپیہ کا کھانا پکوا کر تقسیم کرتے تھے اور ہر چاول پر تین دفعہ قل ہو اللہ پڑھتے تھے۔ مولف

شیخ برہان الدین بلخیؒ

آپ سلطان غیاث الدین بلبن کے وقت کے بڑے عالموں میں سے ہیں۔ علم شریعت و طریقت میں جامع تھے اور وجد و سماع سے موصوف اور شعر گوئی کی طرف بھی میلان تھا۔ آپ فرماتے تھے کہ میں خرد سال تھا اور چھ سات برس کی عمر تھی اپنے والد کے ساتھ جا رہا تھا۔ مولانا برہان الدین مرغینانی مصنف ہدایہ کی آمد کی خبر سنی میرے والد اُسے چھپ کر دوسری گلی میں چلے گئے اور مجھے وہیں چھوڑا۔ جب مولانا برہان الدین مرغینانی قریب آئے میں نے آگے بڑھکر سلام کیا اُنھوں نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ خدا مجھسے کہواتا ہے کہ یہ لڑکا اپنے زمانہ میں علامۂ وقت ہوگا۔ میں نے یہ سُنا اور پھر کاپ روانہ ہوا پھر مولانا نے فرمایا کہ خدا مجھسے کہواتا ہے کہ یہ لڑکا ایسا ہوگا کہ بادشاہ اسکے در پر آئینگے۔ لکھا ہے کہ آپ بار ہا یہ فرماتے تھے کہ خدا تعالیٰ میرا کوئی گناہ کبیرہ نہیں پوچھے گا۔ مگر ایک گناہ کبیرہ۔ لوگوں نے پوچھا وہ کونسا گناہ کبیرہ ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ سماع چنگ ہے کہ چنگ میں نے بہت سنا ہے اور اگر اسوقت بھی

شیخ نجم الدین صغری کا ذکر کتب متقدمہ میں یہ لکھا ہے کہ آپکا عہد شیخ الاسلامی سے پہلے خواجہ معین الدین چشتیؒ سے بہت اتحاد تھا مگر بعدہٗ خواجہ قطب الدین کا دہلی میں بہت مقبولیت اور عظمت ہونے سے آپ حسد کرنے لگے تھے۔ علاوہ ازیں شیخ جلال الدین تبریزی کے بھی آپ سخت مخالف ہوگئے تھے اور اُن پر فعل ناجائز کا الزام لگا دیا تھا۔ مؤلف

تو اب بھی سُن لوں۔ آپ نے سنہ ۹۸۷ھ ہجری میں انتقال فرمایا۔ آپکا مزار جانب شرقی حوض شمسی ایک پختہ چبوترہ پر ہے اور اس قطعہ زمین کو تختہ نور لکھا ہے۔ آپکے مزار کی مٹی ذہن کھلنے کیلئے بچوں کو کھلاتے ہیں۔ آپکے مزار کے برابر شیخ نجم الدین صغری شیخ الاسلام دہلی کا مزار ہے۔

مولانا درویش محمد واعظ رحمۃ اللہ علیہ

آپ بہت بڑے درویش و عابد و سالک تھے اور صورت و سیرت درویشوں سے موصوف۔ تمام عمر آپکی ریاضت و سلوک و درویشی میں گذری۔ صاحب ذوق تھے اور بہت خوش صحبت تھے کبھی آپکو بانسری کی آواز پر اسقدر درد و رقت طاری ہوتی تھی کہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔

آپ ماوراء النہر کے رہنے والے ہیں اور برسوں حرمین شریفین میں فقر و ریاضت مجاہدہ و عبادت سے گزارے پھر ہمایوں کے وقت میں ہندوستان آکر دہلی کے اکثر مشایخ کی صحبت میں رہے اور درویشانہ زندگی بسر کرتے رہے آپ نے بزمانہ اکبر بادشاہ سنہ ۹۷۷ھ ہجری میں انتقال کیا آپکا مزار برابر مزار شیخ برہان الدین بلخی کے ہے۔

شیخ نجیب الدین فردوسی رح

آپ شیخ رکن الدین فردوسی کے مرید ہیں اور آپکے والد کا نام

خواجہ عماد الدین ہے۔ آپ اپنے پیر کی وفات کے بعد مسند ارشاد پر بیٹھے بہت سے لوگ آپکے مرید ہوئے اور منزل مقصود کو پہنچے شیخ شرف الدین یحیی منیری آپکے مشہور اور بڑے خلیفہ ہیں۔

لکھا ہے کہ ایک روز شیخ شرف الدین یحیی منیری نے آپکے سامنے اکسیر پیش کی آپنے اسکو پانی میں پھینکدیا تاکہ انکی ہمت دیکھیں شیخ شرف الدین اس بات سے خوش ہوئے اور کہا کہ اگرچہ اس خاک سے تانبا سونا ہوجاتا تھا لیکن دل پر گرانی ہوتی تھی۔ الحمد للہ کہ دنیاوی آرزوؤں سے نجات ملی۔ آپ سن کر خوش ہوئے اور آپنے چند حرف لکھکر شیخ شرف الدین کو دیے جب انھوں نے سر پر رکھے تو جو کچھ زمین میں ہے سب دکھائی دینے لگا۔ انھوں نے کاغذ کو بوسہ دیکر پیر کے سامنے رکھا اور کہا کہ یہ سب پراگندگی کے سامان ہیں۔ جو اسکا خواستگار ہو اسکو دیجئے۔ آپ انکی ہمت سے بہت خوش ہوئے اور آفریں کی آپنے بزمانہ سلطان محمد تغلق ۷۳۳ھ ہجری میں انتقال کیا۔ آپکا مزار مرقد برہان الدین بلخی سے آگے گوشہ شمال و مغرب میں ایک چار دیواری کے اندر چونہ کا بنا ہوا ہے اور فرش بھی پختہ ہے۔

سید نور الدین مبارک غزنوی

آپ شیخ شہاب الدین سہروردی کے مرید و خلیفہ ہیں اور بچپن میں آپ نے شیخ اجل شیرازی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی نعمت پائی ہے اور شیخ عبد الواحد

غزنوی کے بھی مرید ہوے ہیں۔ جیسے شیخ نظام الدین ابوالموید مرید تھے لکھا ہے کہ ایک دفعہ امساکِ باراں ہوا اور شیخ نظام الدین ابوالموید سے التجا کی گئی کہ آپ دعا کریں۔ تو وہ منبر پر آئے اور دعا مینہ کی کری اور پھر آسمان کی طرف منہ کر کے کہا کہ یا اللہ اگر تو مینہ نہ برسائیگا تو میں پھر کبھی شہر میں نہیں رہونگا یہ کہکر اتر آئے اور اللہ نے مینہ برسا دیا۔ پھر سید قطب الدین انسے ملے اور کہا کہ تم پر مجکو اعتقاد ہے اور میں جانتا ہوں کہ تمکو اللہ تعالی سے خوب نیاز حاصل ہے۔ لیکن تمنے جو کہا کہ اگر تو مینہ نہیں برسائیگا تو میں پھر کبھی شہر میں نہ رہونگا یہ کیا بات ہے۔ تو نظام الدین ابوالموید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں جانتا تھا کہ خدا مینہ برسائیگا جب میں نے کہا۔ سید قطب الدین نے پوچھا کہ تم کیسے جانتے تھے تو کہا کہ ایک دفعہ سلطان شمس الدین کے سامنے نورالدین مبارک غزنوی سے ایک معاملہ پر میرا جھگڑا ہو گیا تھا اور میں نے ایک بات ایسی کہہ دی تھی کہ وہ رنجیدہ ہو گئے تھے اب مجھسے بارش کی دعا کیلئے کہا گیا تو میں نے نورالدین مبارک سے کہا کہ تم مجھسے رنجیدہ ہو اگر تم مجھسے صلح کر لو تو میں دعا کردوں اگر صلح نہ کروگے تو دعا نکر سکونگا تب روضہ سے آواز آئی کہ میں نے تم سے صلح کر لی تم جاؤ دعا کرو۔

آپنے بزمانہ سلطان شمس الدین التمش ۱۳۲ھ ہجری میں انتقال فرمایا آپ کا مزار شیخ نجیب الدین فردوسی کے مزار سے آگے گوشہ شمالی و مغربی میں ہے

آپ قاضی حمید الدین ناگوری کے مرید ہیں اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے معتقد و مصاحب تھے۔ آپ بہت بزرگ عابد زاہد متقی و صاحب کرامت تھے اور سماع کا بہت شوق تھا جسکو کوئی حاجت ہوتی ہے آپکے مزار کا کوئی پتھر یا اینٹ اٹھا لیتا ہے اور علیحدہ رکھ دیتا ہے جب حاجت برآتی ہے تو اسکی برابر شکر لیکر تقسیم کر دیتا ہے۔ آپنے بزمانہ سلطان ناصر الدین ۶۵۵ھ ہجری میں وفات پائی آپکا مزار مرقد سید نور الدین ... ایک سمت آگے جانب گوشہ شمال و مغرب محلہ قصابان کے نزدیک ہے

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ رب العلمین کہ یہ کتاب فیضمآب یعنی مزارات اولیاے دہلی خصوصاً اول بحسن سعی و کوشش فراوان کارپردازان مطبع جان جہان دہلی از تالیف منیف جناب فیضمآب معرفت و حقائق آگاہ مولانا مولوی محمد عالمشاہ صاحب صوفی صاف باطن مدظلہ العالی بفضل متعالی صورت انطباع پذیرفت

راقم مینیجر مطبع

تقریظ و قطعہ تاریخ نتیجہ فکر جناب منشی مولوی سید وحید الدین احمد صاحب بیخود دہلوی

بشنو الحمد کہ آن چیز کہ خاطر میخواست آخر آمد ز پس پردہ تقدیر پدید

مولوی محمد عالم شاہ صاحب خلف الرشید مولوی محمد اخلاق حسین صاحب مرحوم اولاد شیخ فریدالدین شکرگنج قدس اللہ سرہ العزیز ساکن شاہجہان آباد عرف دہلی تراہہ بیرم خان محلہ مفتی محمد اکرام الدین مغفور میرے قدیم عنایت فرما ہیں۔ ایکا اور انکے خاندان کا علم و فن دہلی میں آفتاب و ماہتاب کی طرح روشن ہے حسن اخلاق خجستہ عادات۔ مذہبی خیالات۔ علو مرتبت۔ صداقت شرافت میں یکتائے روزگار۔ مجھکو خوش قسمتی سے ایک موقع ایسا ملگیا تھا کہ میں اور مولوی صاحب موصوف تقریبًا ایک سال تک ایک مقام پر ساکن رہے تھے انکی خوبیاں مجھسے چھپی ہوئی نہیں ہیں۔ انکو تاریخ سے ایک خاص دلچسپی ہے جسکی وجہ سے انھون نے علاوہ محنت اور جانفشانی کے بہت کچھ صرف زر کے بعد اس کتاب کو تکمیل تک پہنچایا۔ جو جو مشکلین انکو حالات دریافت کرنے میں اور مختلف نسخے صحت کرنے میں پیش آئی ہیں انکی داد میرا ہی دل دیسکتا ہے عام نظرین نہ وہان تک پہنچ سکتی ہیں نہ پہنچنے کی ذرائع رکھتی ہیں

میں جو کچھ لکھ رہا ہوں وہ انکی محنت و دشواریوں کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے - اس دوران تحقیقات میں بارہا میں نے آپ سے کہا کہ آپ کس دشواری میں پھنس گئے اور ایسا اہم کام اختیار کر کے ہمیں آپ کیا نتیجہ نکال سکیں گے - آپ اپنا وقت اپنا روپیہ اپنی صحت اپنا آرام کیوں مفت میں ضائع و برباد کرتے ہیں لیکن یہ ایسے مستقل مزاج اور ثابت قدم شخص ہیں کہ سوا خندہ زیر لبی کے کبھی انھوں نے کوئی جواب مجکو نہیں دیا - البتہ آج کہ سہ شنبہ ہے روز جمعہ سنہ ۱۳۰۳ ہجری اور مئی سنہ ۱۹۱۲ء کی ۱۷ تاریخ ہے انھوں نے اپنی مرتبہ کتاب مجکو دکھائی اسکی تکمیل سے مجکو حیرت بالائے حیرت اور تعجب بالائے تعجب ہے - میں کیا انکی جانفشانیوں کی داد دے سکتا ہوں اور زمانہ انکی محنت کے مقابلہ میں کیا انکی قدر کر سکتا ہے - لہٰذا ایک مختصر سے قطعہ تاریخ پر اس نثر کو ختم کرتا ہوں اور مولف و تالیف کے لئے دست بدعا ہوتا ہوں خدا تعالیٰ انکو مناصب جلیلہ تک پہنچائے اور اس کتاب کو تا قیام روزگار پائدار قائم رکھے

قطعہ تاریخ

نغز گو ایسا کہاں ایسا مورخ ہے کہاں
خوب ہی لکھی ہے یکتا تو نے زیبا تاریخ

مٹنے والوں کے نشاں سے کئے ہیں پیدا
ہے جہاں کے لئے اعجاز مسیحا تاریخ

جو نشانات تھے پہلے وہ ہوئے سب معدوم
اب باقی ہے بنا انکا ٹھکانا تاریخ

جسکو معلوم نشان بھی نہیں کسی مرقد کا — رہنمائی کو ہے اسکی یہ رضا تاریخ
کھولتی حال ہے دنیا مین خدا والون کا — رمز در دلشدون کا کرتی ہے افشا تاریخ
یہ نتیجہ ہے مولف کی جہان گردی کا — ورنہ کچھ سہل نہ تھی ایسی بنانا تاریخ
کچھ صلہ کی نہیں امید مولف کا قول — لکھتا ہے یہ فقط دل کا تقاضا تاریخ
داد دے قدر تو ناقدری ہے اسکی اے ہند — اہل انصاف سے رکھتی ہے تمنا تاریخ
انکے سب مٹ گئے مٹنے کے نشان بھی اپنے — خاص اِک وقت مین تھا علم ہمارا تاریخ
شغل دنیا مین جو اچھا ہے کتب بینی ہے — کام مشکل ہے یہ جھکا تو فقط ہی کیا تاریخ
ہند کو فخر ہے جسپر وہ یہی دلی ہے — ہے یہ یا تگی نو سرا کے خاک کا قصبہ تاریخ

سالِ تاریخ مین کیون فکر ہے اتنی بیجود
زیب دیتا ہے جو لکھدیجے جمال تاریخ
۱۳۳۰ھ

تقریظ عالیجناب منشی مولوی سید احمد صاحب دہلوی زید مجدہ مولف فرہنگ آصفیہ وغیرہ

یہ سو صفحہ کا رسالہ جسے جناب مولوی منشی محمد عالم شاہ صاحب نے اپنے تاریخی شوق اور صوفیہ کرام سے اعتقاد اور نامی خاندان علما مین ہونیکی وجہ سے زائرین مزارات کی آسانی اور کھوئے ہوئے سراغ رسانی کے واسطے محنت شاقہ اٹھا کر اور ہر ایک مزار پر خود جا جا کر لکھا ہے ہماری نظر سے گذرا۔ ایک تو مرور زمانہ کے باعث انکی ہیئت اور حجم نسبتاً خود ہی کچھ سے کچھ ہو گئی تھی اسپر غضب یہ تھا کہ جن صاحبون نے ان بزرگون کے

حالات لکھے ہیں اُنھوں نے بھی ٹھیک مقامات اور ہر مزار کی موجودہ حالت بیان کرنے میں غلطی کی ہے۔

مدوّن صاحب نے یہ اور کمال کیا ہے کہ انکے رسالۂ حیات کو شاہانِ وقت کے نام اور سنین بہم پہنچانے سے بھی پہلو تہی نہیں فرمائی ہے بلکہ جیسا کہ لوگوں کا قاعدہ ہے کہ اپنے خاندان یا سلسلۂ بزرگان کو بڑھاکر لکھنے کی خاطر اس قسم کے رسالوں کو تصنیف و تالیف فرمایا کرتے ہیں اسمیں مطلق درک نہیں دیا۔ بلکہ جن بزرگوں کے خاندان کو لوگ مغل کی بجائے شیخ۔ یا شیخ کی بجائے سید یا پٹھان۔ کی قوم خیال کرتے تھے اُنکی اصلیت کا بھی کتب تاریخ ملفوظات یا خاص اُنہی کی تصنیفات یا اُنکی اولاد کی تالیفات سے صحیح پتہ لگادیا ہے۔

پس میں اِن وجوہ سے اس محققانہ رسالہ کو نہایت پسند اور زائرین مزارات کے واسطے ایک نعمت عظمیٰ سمجھتا ہوں +

سید احمد

مزارات اولیاے دہلی کا دوسرا حصہ

ہمارا ارادہ تھا کہ دونوں حصے یکجا شایع کریں مگر حصہ اول اس لئے جلد شایع کرنا پڑا کہ بعض اصحاب اسکے لیے سخت اصرار کر رہے تھے اور یہ اصرار واجبی تھا کیونکہ دہلی دارالخلافہ ہونیکی وجہ سے احتمال تھا کہ نئی دہلی کی تعمیر میں خدانخواستہ مزارات نیست و نابود ہوجائیں۔ ان اصحاب کی خواہش تھی کہ مزارات کے موجودہ نقشون سے واقف کرنیکے لئے یہ کتاب جلد شایع ہونی چاہیئے تاکہ انکی حفاظت کی تدبیر کیجائے اور حسب موقع کیواڑ یا چار دیواری بنائی جاسکے اور مزارات پر کتبے لگا دئے جائیں لہذا فی الحال بوجہ عجلت حصہ اول ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے دوسرا حصہ جو قریب تکمیل کے پہنچگیا ہے اور صرف چند بزرگون کے حالات و سنین وفات باقی ہین انشاء اللہ عنقریب بعد ترتیب تکمیل شایع کیا جائیگا۔

ہمنے بابا فرید الدین شکر گنج قدس اللہ سرہ العزیز کی لایق سوانح عمری بھی زمانہ حال کی موافق مرتب کی ہے جسمین اُن کی زندگی کے تمام حالات ابتدا سے انتہا تک درج کئے ہین۔ مگر یہ سوانح عمری جبتک کہ دوسو درخواستین نہ آجائین شایع نہین ہوسکتی۔

محمد عالم شاہ فریدی عفر اللہ لہٗ

مزارات اولیاء دہلی

حصہ دوم

مؤلفہ

مولوی محمد عالم شاہ صاحب فریدی دہلوی

سنہ ۱۳۳۰ ہجری

منشی محمد عبدالاحد کے

جان جہان پریس دہلی میں چھپا

بار اول قیمت ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حصہ دوم

۲۱۸۲

خواجہ محمد باقی باللہ رح

آپکا اصل نام سید رضی الدین احمد ہے۔ آپ بمقام کابل پیدا ہوئے اور وہیں علم ظاہری حاصل کیا۔ فیض باطنی مدینہ منورہ میں خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کئے اور مقامات بلند و مراتب ارجمند پر فائز ہوکر باجازت مرشد ہندوستان آئے اور دہلی میں مقیم ہوئے نسبت باطنی آپکی خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھی۔ اور خواجہ عبد اللہ احرار سے بھی فیض اویسیہ حاصل کیا تھا۔

آپ نقشبندیہ طریقہ کے پیروں پیر مانے جاتے ہیں اگر آپکی ذات نہوتی تو یہ طریقہ نقشبندیہ ملک ہند میں جاری نہوتا۔ آپکے کمالات ظاہری و باطنی و زہد و تقویٰ اتباع سنت آفتاب کی طرح روشن ہے۔ کھانا بہت کم کھاتے اور خواب بھی کم کرتے اور بے ضرورت کسی سے ہمکلام نہوتے۔ آپکے خوارق و کرامات بیان سے باہر ہیں۔ آپ ہر روز بعد نماز عشا تا نماز تہجد دو قرآن شریف ختم فرماتے اور بعد نماز تہجد کے فجر تک اکیس دفعہ سورہ یٰسین تلاوت کرتے جب

صبح ہو جاتی تو آپ کہتے کہ الہی رات کو کیا ہو گیا کہ ایسی جلد ختم ہو گئی۔

لکھا ہے کہ ایک روز خواجہ محمد عبد اللہ آپکے چھوٹے صاحبزادے آپکے پاس حاضر تھے اور آئینہ ہاتھ میں تھا آپ نے فرمایا اپنا منھ دیکھو جب صاحبزادہ نے آئینہ سامنے کیا تو خواجہ صاحب کا چہرہ سفید ڈاڑھی کا دکھائی دیا چونکہ آپکی سیاہ ڈاڑھی تھی صاحبزادہ متعجب ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تعجب کی بات نہیں ہے اس نور کا ظاہر ہونا انوار الہی سے ہے کہ میری ڈاڑھی پر نمودار ہے +

لکھا ہے کہ ایک روز آپ نے امام کے پیچھے الحمد پڑھنی شروع کی اسیوقت روح پرفتوح حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی آپکے سامنے ظاہر ہوئی اور فرمایا کہ اے شیخ میرے مذہب میں بہت سے چھوٹے بڑے اولیا ہیں ان سب نے علمائے دین کی موافقت میں نماز میں امام کے پیچھے الحمد پڑھنی نماز کے وقت موقوف رکھی ہے پس [illegible] ترک کرنا مناسب ہے۔

آپکو تصنیف و تالیف و نظم کا بھی شوق تھا چنانچہ ابیات ذیل آپکے طبعزاد ہیں

من نہ ہمینم کہ وجود من است ۔۔۔ جائے دگر رقص وجود من است

نقطۂ محراب جماعت منم ۔۔۔ دانہ سیراب زراعت منم

آپ کے مغرب میں برابر ہی تیسرا مزار جو قریب مزار خواجہ کے ہے وہ ملا جیون استاد عالمگیر بادشاہ کا ہے۔ اور آپ کے جنوب میں دروازہ کے برابر سے دوسری قبر قریب دیوار زیر طاق استاد مرزا مظہر جانجانان کی ہے اور آپکے شرق میں برابر ہی دوسرا مزار آپ کی والدہ کا ہے اور پہلا مزار آپ کی خالہ کا ہے۔ مولف

ابروے چشمانی من دلکش است | قطرہ نیسانی من آتش است
عقل نمک ریز کباب من است | خون جگر بادہ شراب من است
خامہ کلید سر انگشت من | گنج دو عالم ہمہ در پشت من

ہزاروں آدمی آپکی وجہ سے منازل قرب الٰہی پر فائز ہوئے۔ شیخ احمد مجدد الف ثانی و شیخ تاج الدین نارنولی وغیرہ آپکے مشہور خلیفہ تھے۔ آپ نے چالیس برس کی عمر میں ۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ ہجری میں بعہد اکبر شاہ بادشاہ غازی انتقال فرمایا۔ آپکا مزار بیرون شہر جانب غرب مشہور ہے ٭

خواجہ حسام الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ کبار اصحاب و خاص احباب حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ آپ ابتدا میں امیرانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اور آپکے والد [illegible] قاضی [illegible] جلال الدین اکبر شاہ میں تھے۔ اعلیٰ منصب [illegible] جاہ و حشم طلبی سے ترک تعلق کرکے خواجہ کی خدمت میں آگئے اور فقیری اختیار کی تو آپکے رشتہ دار [illegible] چاہتے تھے کہ یہ فقیرانہ وضع اختیار کرے۔ اس لئے آپ دیوانے بن گئے اور بازار مجمع کے سامنے ڈلاؤ پر بیٹھ گئے اور اپنے تئیں سوانگ بنایا پھر ان لوگوں نے کہنا چھوڑ دیا تھا۔ الغرض آپ نے دولت خلافت حاصل کی اور تمام یاروں اور خلفاء سے ممتاز ہوئے۔ صاحب کلمات الصادقین لکھا ہے کہ آپکے مرشد نے آپکو جامع جمیع اوصاف فرمایا ہے۔ بلکہ یہ فرمایا ہے کہ میں نے یہ دوکانداری

اسکی خاطر قبول کی ہے - لکھا ہے کہ ایک دفعہ خواجہ خرد کو جنون نے ستایا تھا تو آپ ہی کی توجہ سے تندرست ہوے تھے - آپ نے سنہ ۱۲۴۱ ہجری مین عہد اکبر شاہ غازی وفات پائی - آپکا مزار اپنے پیر کے شرق مین چوتھا مزار ہے جو بڑا ہے اور سرہانے پائنتی گڑھے پڑے ہین +

خواجہ عبد العدل رحمۃ اللہ علیہ

آپ مرید و خلیفہ شاہ محمد زبیر مجددی نقشبندی کے ہین جو نبیرہ و خلیفہ حجۃ اللہ نقشبند بن محمد معصوم بن مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہم کے تھے - از حد بزرگ و باخدا ولی کامل تھے - سنہ وفات آپکا معلوم نہین ہوا - آپکا مزار قریب مزار خواجہ حسام الدین شرق مین زیر درخت جال سنگ مرمر کا ہے

خواجہ کلان رحمۃ اللہ علیہ

آپ فرزند اکبر خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہین - آپکے علم باطنی وحصول خلافت کے حالات ہمکو کسی کتاب سے معلوم نہین ہوئے بہرحال آپ بزرگ و بزرگ زادہ تھے سنہ وفات آپکا معلوم نہین ہوا - آپکا مزار خشت وچونہ کا مزار خواجہ عبد العدل سے گوشہ شمال و مشرق مین درخت برنا کے جنوب مین اونچی جگہ ہے سرہانے طاق بنے ہوے ہین اس پاس ایک اینٹ کی منڈیری ہے +

خواجہ خرد رحمۃ اللہ علیہ

آپ فرزند اصغر خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ آپ دونوں صغر سن تھے جب آپکے والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔ پھر آپ دونوں بھائی سرہند چلے گئے اور وہاں آپ نے علوم باطنی اخذ کئے۔ آپ نے شرح لمعات کے تین سبق شیخ رفیع الدین محمد نبیرہ شیخ عبد العزیز شکر بار رحمۃ اللہ علیہم پڑھے تھے اور پھر تمام کتاب انکی برکت سے آسان ہو گئی تھی۔ آپ نے اجازت و خلافت شیخ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ و شیخ الہداد خلفائے خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی تھی بہت بڑے صاحب تصرف و کرامات تھے۔

لکھا ہے کہ ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ آپ توجہ فرمائیں کہ تحصیل علم سے فارغ ہو جائے تو آپ نے فرمایا کہ جواب دونگا۔ پھر آپ نے گھر اکر ایک آدمی کے ہاتھ ایک رقعہ لکھکر بھیجدیا کہ کل انشاء اللہ تمام علوم سے فراغت ہوگی وہ یہ بات سن کر متعجب ہوا دوسرے دن سو یا کہ سو یا رہگیا اور روح پرواز کر گئی۔ آپ نے سنہ ۱۰۷۴ھ میں بعہد شاہجہاں بادشاہ انتقال فرمایا آپ کا مزار مسجد آستانہ خواجہ کے برابر کی جنوب میں چھوٹی قبر سنگ مرمر کی ہے وہ بہر ا مزار ہے۔

اخوند حافظ عبدالمجید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حالات تحقیق نہیں ہو سکے نہ تاریخ وصال معلوم ہو سکی مزار مولوی مسعود صاحب کا بتایا ہوا [illegible] ہے۔ مؤلف

آپکا اسم شاہ مقبول احمد قادری ہے مشاہیر مشائخین و اولیائے کرام مشائخین میں تھے اور جمیع صفات حمیدہ سے موصوف۔ لکھا ہے کہ آپ نے ۹ سال کی عمر میں اخوند برہان الدین سے قرآن شریف حفظ کیا تھا اور مولانا عبدالقادر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے سورہ بقر کا آخر رکوع پڑھا تھا بعدہٗ مولانا محمد کریم اللہ دہلوی سے تحصیل علم ظاہری کی۔ اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی و مولانا محمد اسحاق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے کتب حدیث پڑھیں اور کتب تصوف اکثر ارباب باطن سے اخذ کیں اور جمیع سلاسل بزرگان کی نعمت سے مشرف ہوئے اور اکثر ارواح بزرگان سے فیض اویسیہ حاصل کیا اور بڑی بڑی سخت ریاضتیں کیں اور فیض ارادت وخرقہ خلافت قادریہ سید شاہ محمد غوث قادری سے حاصل کیا۔ صاحب زہد وتقویٰ و جامع علوم شریعت وطریقت تھے آپنے ۱۰ محرم ۱۲۹۶ھ میں بعہد ملکہ وکٹوریہ قیصر ہند و انگلستان انتقال فرمایا۔ مزار آپکا آستانہ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ میں جانب شمال و شرق ایک چھوٹی سی علیحدہ چاردیواری میں ہے ٭

شاہ عبدالرحیم ہادی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مرید و خلیفہ اعلیٰحضرت شاہ محمد عبدالغفور قادری سوات شریف کے ہیں۔ عالم باعمل شریعت وطریقت کے جامع تھے۔ اشاعت اسلام و قطع بدعات میں بہت کوششیں آپنے کیں اور آپکی ذات سے ملک ہراتیہ میں

بہت خلق خدا نے ہدایت پائی۔ آپ نے ۱۲ صفر ۱۳۰۵ ہجری میں بعہد ملکہ وکٹوریہ قیصر ہند و انگلستان انتقال فرمایا۔ مزار آپ کا بھی قبرستان خواجہ باقی باللہ میں ہے +

مولانا میر محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ

آپ بڑے کامل صاحب کرامات اور حضرت غوث الاعظم قدس سرہ کی اولاد میں تھے۔ آپکے والد ماجد اورنگ زیب عالمگیر کے وقت میں دہلی آئے اور بڑے عہدہ پر مامور ہوئے تھے جب وہ شہید ہو گئے تو آپ صغر سن تھے لاہور چلے گئے۔ وہیں پرورش پائی سن شعور کو پہنچے تو مولانا شیخ محمد صاحب سندھی عرف شیخ حیا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سینہ بسینہ سلوک طے کئے اور خرقۂ خلافت پہنا۔ آپکا سلسلہ طریقت سید آدم بنوری سے ملتا ہے۔ آپ نے ۹۔ ذیقعدہ ۱۱۸۰ھ میں بعہد شاہ عالم ثانی وفات پائی۔ آپکا مزار احاطہ درگاہ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ کے شمال و مغرب میں ایک احاطہ کے اندر ہے۔ اسمیں تین مزار بڑے ہیں جنمیں سے بیچ کا بڑا مزار جو اونچا ہے آپکا ہے +

شاہ نظام الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

احاطہ مولانا میر محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے شمال میں قریب ہی ایک چبوترہ پر زیر درخت نیم آپکا مزار ہے مگر افسوس ہے کہ آپکے حالات ہمکو

معلوم نہیں ہوئے +

سید فیض رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی اہل اللہ سے ہیں۔ احاطہ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ کے گوشہ جنوب و مغرب میں ایک احاطہ قریب مسجد سنگ تراشوں کے بنا ہوا ہے جسمیں کواڑ بھی لگے ہوئے ہیں اسمیں آپ کا مزار ہے۔ دیگر حالات آپکے ہمکو کچھ معلوم نہیں ہوئے +

دین علیشاہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

آپ شب و روز جذب کی حالت میں رہتے تھے پہلے موتیا کھان کی طرف پھرا کرتے اور وہیں کسی گوشہ میں پڑ رہتے پھر قدم شریف کی نواح میں ایک گنبد میں سکونت اختیار کی بسبب کمال ازخود رفتگی کے برہنہ مطلق تھے اور ہجوم مردم کیوقت کلمات بے صرفہ زبان پر جاری ہوجاتے تھے۔ لیکن اہل حاجات اُن کلمات کیطرف توجہ کرتے تھے تو وہ باتیں جو اہل ظاہر کے نزدیک لاطائل و بے محل ہوتیں بعینہ اُن سبکے مطالبہ اور حاجات کے جواب ہوتے تھے۔ اور طرفہ یہ کہ سوالات مختلف کا جواب اُنھیں باتوں سے ہرایک کو حاصل ہوتا تھا اکثر اوقات خرق عادت آپ سے ظاہر ہوئی۔ فیل عذر انتقال ہوا مزار آپکا آستانہ خواجہ باقی باللہ کے جنوب و مشرق میں اندر خانہ و چار دیواری ہے +

فتح خان رحمتہ اللہ علیہ

آپ سلطان فیروز شاہ کے فرزند ارجمند ہین۔ صاحب حال وفقیر دوست تھے جس وقت مخدوم جہانیان جہان گشت رحمتہ اللہ علیہ نقش قدم رسول صلعم کا دہلی لائے اور بادشاہ کے حوالہ کیا تو اُس نے ایک عمارت بنوائی اور فتح خان سے یہ اقرار کیا کہ جو پہلے مرجائیگا یہ پتھر نقش قدم اسکی قبر پر نصب کرینگے۔ پس فتح خان ہمیشہ صاحب لائقون سے دعا منگواتے تھے کہ بادشاہ سے پہلے مرجائین چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور وہ پتھر قدم شریف آپکی قبر پر نصب ہوا۔ آپ نے سنہ ھ مین بعہد فیروز شاہ تغلق انتقال کیا۔ مشہور قدم شریف آپکے سینہ پر ہے۔

سید شمس الدین و سید ابو طالب عراقی رحمتہ اللہ علیہم

یہ دونون بزرگ بطور بھائیون کے سیر و سیاحت کرتے ہوئے دہلی آئے۔ دہلی مین سید شاہ محمد فیروز آبادی تسخیر جن مین مشہور تھے۔ چنانچہ ایک دن اُنکے گھر مین چند مہمانون کی دعوت تھی اور ایک مہمان نے دہی مانگا تھا تو شاہ صاحب نے بلا تامل ایک گھڑا دہی کا غیب سے منگا کر مہمان کو دیدیا تھا اور اسی وقت ایک عورت نے آکر فریاد کی تھی کہ اسی وقت ایک حبشی غلام لڑکا جو سر پر سے ننگا تھا میرا دہی کا گھڑا اٹھا کر اس گھر پر لے آیا ہے۔ اور شاہ صاحب نے اسکو کچھ دیکر واپس کردیا تھا غرض ایسی

قسم کی باتیں دیکھکر آدمی اُنکے گرویدہ تھے چنانچہ سلطان ابراہیم کے زمانہ
سے لیکر اسلام خان بن شیرخان کے زمانہ تک وہ ہمیشہ معزز و مکرم رہے
ایک روز فیروزشاہ کے دل میں آیا کہ ایسا ہو کہ ان دونوں بزرگوں
کے آنیسے میری مشیخیت میں فرق آئے۔ ان دونوں کو اپنی طرف کھینچنا چاہیے
اس لیے بہت خوشامد انکی کر کے دونوں کو اپنا مہمان کیا اور کہا کہ دونوں
صاحب اپنے نور سے میرے گھر کو منور کریں اور میرے گھر میں تشریف رکھیں
۔ چونکہ وہ مسافر و غریب تھے ضرورتاً اُنکے گھر میں رہنے لگے شاہ صاحب
کی لڑکیاں ناکتخدا تھیں اسلئے ایک لڑکی کی شادی کا پیام سید ابوطالب کو
دیا۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ ہم مسافر ہیں اور مجردانہ زندگی بسر کرتے ہیں۔
ہمکو ان باتوں سے معذور رکھو۔ انہی دنوں میں کہ ۹۵۵ ہجری تھا یہ
دونوں شاہ صاحب کے گھر میں قتل کر دیے گئے۔ بعد اس حادثہ کے الزام
قتل شاہ صاحب پر لگایا گیا اور انکو قید کر دیا گیا۔ علماء وقت نے اُنکے قتل میں
اختلاف کیا اور ثبوت شرعی مکمل ہوا۔ شیخ امان پانی پتی نے محضر قتل پر دستخط
نہیں کئے۔ آخر کار شاہ صاحب قیدخانہ میں مر گئے اور مثل مجرموں کے اُنکے
پاؤں میں رسی باندھکر قیدخانہ سے نکالکر باہر ڈالدیا پھر بعض ہمدردوں کی کوشش سے
اسی جگہ جو متصل جیلخانہ ہے دفن کیے گئے۔ مزار ان دونوں بزرگوں کا احاطہ
اندرونی قدم شریف کے گوشہ شمال و مغرب کے برج کے [illegible]

اس احاطہ کے گوشہ جنوب و مغرب میں مزار مدنی لوگوں کے جو ہمراہ قدم شریف آئے تھے اور
گوشہ جنوب و مشرق میں حاجی شمس مصری و حاجی محمد مصری شوہر فیروز جہان ہمشیرہ فیروز
شاہ کی — اور برج کے جنوب میں زوجہ یوسف سوداگر [illegible] قدم شریف کی اندر مسجد — اور پیش [illegible]

قریب میں متصل قدم شریف استاد فیروز شاہ کی قبور بتاتے ہیں۔ واللہ اعلم

مستان شاہ کابلی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شاہ سلیمان صاحب تونسوی کے خلیفہ ہیں صاحب ذوق وسماع تھے لذت روحانی آپ کے ذائقہ زبان سے ظاہر ہوتی تھی۔ نہایت خلیق بامحبت استغنا تھے اور امیر وغریب سے یکسان پیش آتے تھے۔ چند مرتبہ دہلی تشریف لائے ہیں اول دفعہ جب آپ آئے تو جوق جوق زن ومرد آپکے حلقہ ارادت ہیں شامل ہوئے۔ مگر جب آپکا ارادہ ازدواج ثانی دختر خواجہ ناصر وزیر صاحب سے سنا تو اکثر ضعیف الاعتقاد مرید منحرف ہوگئے تھے جو اصول پیری ومریدی سے ناواقف تھے۔ آپ صاحب دیوان ہیں۔ اور نواب صاحب کوٹہ کو آپ سے خاص عقیدت ومحبت ہوگئی تھی۔ آپ نے اپنے مزار کیلئے جگہ خود پسند فرماکر خرید فرمائی تھی جو راستہ درگاہ قدم شریف ہیں بائیں طرف قریب دروازہ کے نقارخانہ ہے آپنے ۱۲۹۰ھ میں وفات پائی آپکے مزار کے سامنے شمال میں مزار شاہ محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جو آپ سے بہت پہلے کا ہے مگر آپکے حالات بالکل ہمکو معلوم نہیں ہوئے۔

لعل شہباز قلندر

درگاہ قدم شریف سے شاہجہان آباد کی طرف آتے ہوئے راستہ خام پر ایک تکیہ ہے وہاں یہ مزار ہے اور قبر نہایت کہنہ اور ناتراشیدہ قدیم کے طرز کی بنی ہوئی ہے ہمکو تعجب تھا کہ یہ لعل شہباز تو ملتان ہیں کیونکہ مشہور

لعل شہباز قلندر کا مزار سیوہان ملک سندھ میں ہے جو مرید و خلیفہ شیخ
بہاء الدین زکریا ملتانی سہروردی کے ہیں۔ مگر تلاش کرنے کتاب
تذکرۃ الیقین میں نظر سے گزرا کہ ایک دوسرے بزرگ بھی اس نام سے مشہور
ہیں جنکا نام نامی شاہ امان درویش دہلوی ہے۔ اور آپ سید شاہ عبد الغفور
عرف باباکپور کے خلیفہ ہیں۔ لعل شہباز آپ کے پیر نے آپکو خطاب دیا تھا۔
چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں کہ جس طرح اکسیر ڈالنے سے تانبہ سونا ہوجاتا ہے
اور اثر آفتاب سے پتھر لعل بے بہا بنجاتا ہے اسیطرح بہ تصور شیخ سے وہ
مرید جو منظور نظر شیخ ہوگیا ہو لعل شہباز ہوجاتا ہے۔ ہاں نظر چاہیئے۔
وہ حسن جمادات سے ہے اور یہ حسن ملائکہ سے۔ وہ پستی میں رہتا ہے اور
یہ توحید کے جنگل میں شہبازی بلند پروازی کرتا ہے۔ مرید کو جو عروج ہوتا ہے
تو شیخ کے طفیل سے ہوتا ہے۔ میری جان شیخ کے قربان جائیو کہ ایسا
خطاب عطا کیا۔ انکی اکسیر نظر نے امان اللہ کے وجود کے تانبہ کو سونا کردیا اور
انکی آفتاب کی طرح کی نظر نے میرے وجود کے پتھر کو لعل بے بہا کردیا اور
زبان فیض ترجمان سے لعل کو جو جمادات میں سے ہے شہباز فرمایا۔ کس قدر
الطاف بے پایان اس ناچیز پر فرمایا ہے۔ گر کیا بعید ہے۔ ع

آنانکہ چشم مست بصد حیلہ واکنند   سگ را ولی کنند و گدا را ہما کنند

آپ سلسلہ مداریہ قلندریہ کے بزرگ ہیں اور جو گروہ آپ سے جاری ہوا وہ
لعل شہبازی کہلاتا ہے۔

سید مصطفی رحمتہ اللہ علیہ

درگاہ قدم شریف کے قریب ہیں تھوڑے فاصلہ پر راستہ سے داہنی طرف باغیچہ بنا ہے وہان ایک احاطہ مین ایک مزار خام بنا ہوا ہے اُسکو آپکا مزار بتاتے ہین۔ مگر اور کوئی حال آپ کا ہمکو معلوم نہین ہوا۔

شیخ عبد اللہ قتال بخاری

خادم قدم شریف کا بیان ہے کہ آپ فرزند مخدوم جہانیان جہان گشت کے ہین۔ اور آپکے صاحبزادہ نظام الدین بخاری کا مزار سامانہ مین ہے مگر اصلیت یہ ہے کہ آپ اقارب مخدوم جہانیان جہان گشت سے ہین اور آپنے اکبر شاہ کے عہد سلطنت مین وفات پائی ہے آپکا مزار بستی قدم شریف مین اندر چار دیواری عقب نقارخانہ واقع ہے۔

سید شہاب الدین شہیدؒ

قدم شریف مین جس جگہ ڈھولسہ رکھے ہین اُس عمارت کی پشت پر زمین مین سنگ سرخ کا مزار ہے وہ آپکا مزار بتاتے ہین اور کوئی حال آپکا معلوم نہین ہوا

شاہ غیاث الدین رحمتہ اللہ علیہ

آپ خواجہ مودود چشتی کی اولاد ہین۔ اور بہت صالح و عابد تھے خلق بہتیہ بہتا

اور آپکے اوضاع واطوار خلق محمدی کے مصداق ۔ رات دن عبادت و
وظایف مین رہتے خورد وخواب بقدر ضرورت بشری کہ حیات مستعار کی بقا
کو کافی ہو کام مین لاتے۔ بہت مریدون کو آپکی ذات سے ہدایت ورہبری
ہوئی۔ مرجع انام و بارب خاص وعام تھے قبل غدر آپ نے انتقال
فرمایا ہے۔ مزار آپکا ملتانی ڈھانڈہ مین ہے جو بستی قدم شریف وپہاڑ
گنج کے درمیان واقع ہے *

جہان نما رحمۃ اللہ علیہ

سید حسن رسول نما کے احاطہ کے شمال مین متصل حویلی والے باغ کے
کونہ پر آپکا مزار ہے۔ آپ کے متعلق ہمکو کچھ معلوم نہین ہوا جو لکھتے۔

نور نما رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا مزار بھی قریب مزار جہان نما کے ہے اور آپکے حالات بھی ہمکو
کچھ معلوم نہین ہوئے جو لکھے جاتے *

خدا نما رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم شریف میر محمد افضل ہے۔ آپ بڑے بزرگ عارف کامل شیخ
عصر تھے آپکی نگاہ فیض وارشاد سے ہزارون آدمی مرتبہ ولایت کو پہنچے
خاصہ دیکھنے کا آپکے خدا نمائی ہے اور خاصہ سننے کا آپکے خدا آگاہی ۔

عرصہ تک مسند ارشاد پر بیٹھکر طالبان خدا کو ہدایت کرتے رہتے تھے اس لئے خدانما لقب پایا۔ تارک دنیا۔ متوکل۔ بے ریا عشق و محبت مین یگانہ تھے۔ ایک جھونپڑی مین پڑے رہتے تھے۔ اور اکثر درویش صاحب حال و قال اور اطفال شب و روز آپ پاس حاضر رہتے۔ آپنے مجاہدے و ریاضتین بہت کی ہین اور استغراق و جذب آپکے مزاج پر غالب تھا۔ آپ نے غرہ ربیع الاول سنہ ۱۱۰۶ھ مین بعہد عالمگیر بادشاہ رحلت فرمائی۔ آپکا مزار مقابل محل کٹرہ جھباری (ریو علی جھباری) بقول صاحب آثار الصنادید بولا خان پٹھان کے جانب شمال ایک چار دیواری مین ہے*

رسول نما رحمۃ اللہ علیہ

آپکا اسم شریف سید حسن ہے حضرت موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین ہین۔ ولی کامل و صاحب کرامات تھے اور جسکو چاہتے زیارت رسول کریم صلعم کرا دیتے تھے۔ اس لئے رسول نما مشہور ہوئے۔ آپ اپنے والد ماجد کے ساتھ بخارا سے ہندوستان آئے اور موضع موہان مین جو قریب لکھنؤ ہے فروکش ہوئے پھر آگرہ آکر متصل مسجد جامع ایک مقام پر چلہ کشی کی پھر وہان سے نارنول اپنے عم بزرگوار میران تاج الدین شیر سوار چشتی کی خدمت مین آئے اور اُن سے فیض چاہا اور حسب ارشاد اُنکے مجاہدے کئے چنانچہ انکی توجہ و برکت سے آپ مجلس رسول کریم صلعم مین حاضر ہونے

جب لگے اور اُس مجلس میں حضرت اویس قرنی سے بیعت ہوئے اور بطریق اویسیہ فیض حاصل کرتے رہے۔ بعدہٗ بیعت ظاہری آپکی حضرت موسیٰ قادری رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی بیان کرتے ہیں۔ جنکا مزار سنجار میں ہے ایک جماعت کثیر درویشوں وطالبوں کی آپکی خدمت میں جہاں آپکا مزار ہے ہمیشہ حاضر رہتی تھی جو کچھ فتوحات سے آتا تھا سب اُنکی تک صرف کر دیتے تھے۔ توکل وقناعت آپکو اسقدر تھا کہ کبھی کسی امیر کے گھر نہ گئے دولتمند وصاحب ثروتوں کی آمدورفت آپ ناخوش وحشت انگیز پاتین کرکے بند کر دیتے تھے۔ درویشوں مسکینوں اور مسافروں کی تیمارداری کرتے تھے اور طالبوں کی جماعت میں نہایت شفقت سے بیٹھتے تھے لکھا ہے کہ ایک بیگم نے اپنے خواجہ سرا کے ہاتھ دو ہزار روپیے آپکی خدمت میں بھیجے اور استدعا کی کہ اس معتقدہ کا حمل قرار نہیں پاتا ہے اور ہر مرتبہ ساقط ہو جاتا ہے۔ آپنے سنتے ہی فرمایا کہ بیگم وہاں اور فقیر یہاں اگر نزدیک ہوتی تو میں اپنا پانو رکھ دیتا تاکہ قرار پا جاتا خواجہ سرا یہ بات سُن کر خوش ہوا اور نیاز مرسلہ بیگم کی وہاں کے لوگوں کو سونپ کر مژدہ بقائے حمل کا بیگم کو سنایا۔ خدا کے فضل سے آپکی زبان کی برکت سے پورا بچہ وقت مقررہ پہ پیدا ہوا۔

آپ نے سنہ ۱۱۰۳ ہجری میں بعہد عالمگیر بادشاہ رحلت فرمائی اور اپنے مدرسہ کے

آپکے ایک خلیفہ شاہ محمد سعید کا مزار آپکے پائین تخمیناً پندرہ قدم کے فاصلہ پر اور دوسرے خلیفہ شاہ میرن یا سی کا مزار بیرون حاطہ جانب مشرق تخمیناً پچیس قدم کے فاصلہ پر ہے آپکے ایک خلیفہ شاہ الہ دیا صاحب کا مزار مقام محولہ ضلع ہوشیارپور میں ہے اور ایک خلیفہ سید ہاشم علی تھے آپکے حالات وملفوظات جمع

صحن میں دفن ہوئے تاریخ وفات آپکی پائین مزار میں غول پر کندہ ہے
مزار آپکا بیرون دہلی پہاڑ گنج گوشہ غربی وجنوبی میں مشہور ہے

سید ہاشم رحمتہ اللہ علیہ

آپ فرزند رشید سید حسن رسول نما رحمتہ اللہ کے ہیں مثل والد کے اویسی المشرب تھے اور اپنے والد ماجد کے طریقہ پر باوجود گزران توکل ہمیشہ خبر گیری فقیروں طالبعلموں ودرویشوں کی کرتے تھے۔ آپ نے ۱۱ شوال سنہ ۱۱۲۳ھ کو بعہد شاہ عالم بہادر شاہ انتقال فرمایا اور اپنے والد کے برابر دفن ہوئے۔

شاہ گلشن رحمتہ اللہ علیہ

آپکا اسم شریف شاہ سعد اللہ تخلص گلشن ہے اس لئے شاہ گلشن مشہور ہوگئے آپ بہت بڑے شاعر اور معاصر مرزا بیدل کے ہیں۔ اور خواجہ عبد الاحد بغدادی نقشبندی کے خلیفہ۔ کمالات ظاہری و باطنی وعلوم شریعت وطریقت میں جامع تھے۔ ریاضت شاقہ کرتے تھے اور جامع مسجد دہلی میں رہتے تھے دو تین دن میں تین لقموں سے زیادہ نہ کھاتے اور دو تین گھونٹ پانی حوض مسجد کے جو گرم ہوتا ہے پی لیتے تھے۔ اکثر غذا آپکی خربوزہ وتربوز وغیرہ ترکاریوں کے چھلکے ہوتے تھے جو بازار سے جمع کرا لیتے اور دھوکر کھاتے تھے ایک دفعہ آپ مسجد میں بیٹھے تھے ایک رنڈی بنی ٹھنی مسجد کے سامنے سے جاتی تھی حاضرین نے کہا کہ آپ توجہ کیجئے کہ راہ راست پر آجائے۔ آپ نے تامل کیا جب یاروں نے

ے

بہت کہا تو آپ نے توجہ کی۔ دو گھڑی بعد وہ رنڈی سر کے بال نچے ہوئے اور کملی پہنے ہوئے روتی اور استغفار کرتی ہوئی آگئی اور مرید ہو گئی۔ آپکے یادگار دو شعر فارسی درج ذیل ہیں ؎

گشتم شہید تیغ تغافل شنیدنت — جانم ز دست برد غزالانہ دیدنت

دیگر

حقیقت عنوان شہیدیہائے تازہ او — کہ شرح حکمت العین است مژگان دراز او

آپ نے [illegible] میں بعہد محمد شاہ بادشاہ انتقال فرمایا۔ آپکا مزار پہاڑ گنج سے تھوڑی دور آگے مزار قطب صاحب کے بائیں طرف ایک چھوٹے احاطہ میں ہے

حافظ سعد اللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ خلیفہ شیخ محمد صدیق بن شیخ محمد معصوم مجددی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ آپکو اپنے پیر سے بہت محبت تھی ۳۲ سال تک آپ نے اپنے پیر کی خانقاہ میں پانی بھرا ہے جس سے آپکے سر کے بال گھس گئے تھے۔ اور ایک دفعہ آپکے پیر نے آپکو احمد آباد گجرات بھیجا تھا تو پیر کی مفارقت میں روتے روتے آپکی بینائی خراب ہو گئی تھی ؎

لکھا ہے کہ نواب خان فیروز جنگ نے آپ سے کہا کہ سید حسن رسول نما جسکو چاہتے تھے پیغمبر صاحب کی زیارت کرا دیتے تھے۔ آپکا یہ مرید بھی اس نعمت کا امیدوار ہے تو آپنے فرمایا کہ آج رات کو سورہ فاتحہ پڑھکر روح پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال کر کے سو جانا۔ انھوں نے ایسا ہی کیا اور زیارت ہو گئی تو صبح کو ارادہ کیا کہ پانچ سو روپیہ پیر کی نذر کرونگا پھر خیال آیا کہ آج رات کو اور زیارت ہو جائے تو دونوں روز کا

تمرانہ لیجاؤں گا دوسری شب کو بھی زیارت نصیب ہوئی مگر پلنگ سورہ پیش کی خدمت میں لیگئے تو آپنے فرمایا کہ یہ تو اول دن کے ہیں دوسرے دن کے لائے آپنے ۱۲ شوال ۱۱۵۲ھ میں بعہد محمد شاہ بادشاہ انتقال فرمایا آپکا مزار بیرون اجمیری دروازہ دہلی ہے ⁂

حبیب اللہ شاہ قادری رح

آپ قادریہ خاندان کے بزرگ ہیں۔ آپکے انتقال کو دو سو برس گذر گئے آپکے حالات بتحقیق طور پر معلوم نہیں ہوئے ۱۴ شوال کو عرس ہوتا ہے مزار آپکا کٹرہ گوکل شاہ بازار سیتارام میں ہے ⁂

شاہ ترکمان بیابانی رح

آپ شیخ شہاب الدین سہروردی کے مرید و خلیفہ ہیں۔ آپ خلقت سے نفور و مجامع سے دور رہتے تھے استغراق کی حالت تھی اس وجہ سے آبادی سے دور جنگل میں جہاں آپکا مزار ہے آکر رہنے لگے اور بیابانی مشہور ہوگئے صاحب ارشاد و سلسلہ ہیں۔ آپنے ۶۳۳ھ میں بعہد رکن الدین فیروز انتقال فرمایا۔ مزار آپکا ترکمان دروازہ دہلی کے اندر ہے ⁂

مرزا مظہر جانجاناں شہید رح

آپ علوی سید ہیں آبا و اجداد آپکے امرائے نامدار سے تھے اور سلاطین

تیموریہ سے قرابت رکھتے تھے۔ آپنے دنیا کی طرف میل نہ کیا۔ شوق و عشق و
محبت خدا مین مشغول تھے علوم ظاہری مین دستگاہ کامل رکھتے تھے۔
ایک دیوان فارسی آپکا ہے اور اردو کی غزلین بھی کہی ہین۔ شعر فہم اعلے
درجہ کے تھے چنانچہ بعض استادون کے شعر منتخب کرکے آپنے جمع کئے
ہین اور خریطۂ جواہر اسکا نام رکھا ہے۔ کہتے ہین کہ آپ حسین و ظریف و نازک
مزاج بھی تھے ٭

آپ اول سید نور محمد بدایونی کے مرید ہوئے اور اُنسے خرقۂ خلافت حاصل کیا پھر
حافظ سعد اللہ و سید محمد عابد و حاجی محمد افضل رحمۃ اللہ علیہم سے ارادت
ہوئی اور فیوض حاصل کئے۔ صاحب کشف و کرامت تھے اور مولانا فخر الدین
چشتی و خواجہ میر درد کے ہمعصر ٭

لکھا ہے کہ آپکا ایک مرید عظیم آباد گیا تھا اُسکے بھائی نے آکر کہا کہ سنا ہے وہ
قید ہوگیا ہے آپ اسکی رہائی کی دعا کیجئے آپنے فرمایا قید نہین ہوا کل اُسکا
خط آئیگا جو اُس نے بھیجا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ایک بڈھے نے آکر کہا
کہ مین دیکھنے آیا ہون کہ طنطنۂ جانجانان رحمانی ہے یا شیطانی۔ آپکو غصہ
آگیا تیز نظر سے اسکی طرف دیکھا وہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا اور آواز سے کہا
کہ مین نے توبہ کی خدا کیواسطے معاف کیجئے جب اُس نے خدا کا واسطہ دیا
آپنے ہاتھ پکڑ کر اٹھایا ٭

آپکو شہادت کی آرزو تھی چنانچہ ۱۱۹۵ھ مین کسی شیعہ نے آپکو قرابین
چھوڑ کر مار دیا جس سے آپ ۳ روز تکلیف مین لوٹتے رہے اور یہ شعر پڑھتے رہے

بنا کردند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن حدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

شاہ وقت نے کہلا بھیجا کہ آپ قاتل کا پتہ بتائیں کہ ہم اسکو سزا دیں تو آپ نے فرمایا کہ مردہ کا مارنا گناہ نہیں میں پہلے سے مردہ ہوں۔ اگر قاتل مل بھی جائے تو سزا نہ دیجائے الغرض آپنے ۹ محرم کو جام شہادت نوش کیا۔ آپکا مزار خانقاہ شاہ غلام علی رحمتہ اللہ علیہ میں ہے جو ترکمان دروازہ سے چتلی قبر آتے ہوئے داہنی طرف پڑتی ہے +

شاہ عبداللہ عرف شاہ غلام علی رح

آپ سید عبداللطیف متوطن بٹالہ کے فرزند ہیں۔ آپکے والد شاہ نصیرالدین قادری کے مرید تھے جب آپ ۲۲ برس کے ہوئے تو آپکے والد نے شاہ نصیرالدین سے بیعت کرانیکو بلایا مگر آپ پہنچے تو شاہ صاحب کا انتقال ہوگیا تھا۔ تب آپکے والد صاحب نے اجازت دی کہ جہاں چاہو مرید ہو آپ مرزا صاحب کے مرید ہوئے اور خلافت کو پہنچے۔ آپ اکابر مشائخین متصوفین متاخرین سے ہیں اور بعد مرزا صاحب کے آپ ہی جانشین ہوئے ہیں۔ ابواب ہدایت وارشاد لوگوں پر کشادہ کئے اور ہزاروں تشنگان فیض باطن آپسے سیراب ہوئے خرق عادات آپسے ظاہر ہوئے ہیں۔ لکھا ہے کہ ایک عورت آپکی خدمت میں حاضر ہوئی اور بیمار کی صحت کیلئے عرض کیا۔ آپ اسوقت نان وکباب تناول فرمارہے تھے اسمیں سے ایک نان اور تھوڑا کباب اس عورت کو بطور تبرک بابت وہ گھر میں آئی دیکھا تو کباب جلوا ہوگیا۔ جانا کہ مریض جانبر ہوگا

اور ایسا ہی تہلہ دہن آیا۔ اسیطرح آپکے مریدوں کی کرامت الیہ ورو ذات الجنب میں مبتلا تھے آپنے درد کی جگہ دست مبارک ملا فی الحال اچھا ہوگیا۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ درویش کو صرف یہ چاہئے۔

نظم

[illegible] و خرقہ پشمینہ [illegible] سرد　　سیپارۂ کلام و حدیث پیمبری
از ہم نسخۂ دو چہار [illegible] است　　در دین لغو بوعلی و زاژ عنصری
[illegible] کلبہ کہ پیش روشنی آن　　بیہودہ نفتے نہ برو شمع خاوری
[illegible] و آشنا کہ نیرزد بہ نیم جو　　در پیش چشم ہمت شان ملک سنجری
[illegible] آن [illegible] کہ [illegible]　　چو پایۂ تخت قیصر و ملک سکندری

آپنے ۲۲ صفر سنہ ۱۲۴۰ھ میں بعہد بہادر شاہ ثانی انتقال فرمایا اور اپنے پیر کے برابر مدفون ہوئے۔

شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ

آپ شاہ غلام علی کے خلیفہ اعظم و جانشین ہیں۔ اور حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد میں ہیں۔ آپ اول مولانا شاہ درگاہی سے سلسلہ قادریہ میں مرید ہوئے تھے پھر شاہ غلام علی کی خدمت میں آئے اور تکمیل اس سلسلہ کی کی اور خلافت پائی۔ حج بیت اللہ کیا اور واپسی میں بمقام ریاست ٹونک انتقال فرمایا۔ نعش مبارک آپکی دہلی میں لائی گئی اور اپنے پیر کے برابر دفن کئے گئے۔ آپنے یوم عید کو سنہ ۱۲۵۰ھ میں بعہد بہادر شاہ ثانی انتقال فرمایا ہے۔ اسوقت اس خانقاہ میں آپکے پوتوں میں سے مولانا شاہ ابوالخیر صاحب

مسند ارشاد پر رونق افروز ہیں جو علوم ظاہری و باطنی میں جامع ہیں۔

میر محمدی رحمۃ اللہ علیہ

انکا اسم شریف مولانا عماد الدین ہے میر محمدی مشہور ہیں۔ مولانا فخر الدین فخر جہاں کے خلیفہ بہت خوش اوقات بزرگ تھے مرزا سلیم نہایت عقیدت سے آپکے مرید تھے جب میر صاحب کا انتقال ہوا تو مرزا سلیم نے اپنے ہی مکان میں آپکا مزار بنوایا اور وصیت کی کہ بعد انتقال کے میں بھی یہیں دفن کیا جاؤں چنانچہ حسب وصیت ایسا ہی کیا گیا۔ کہتے ہیں کہ آپنے فیض قادریہ اپنے ماموں سید فتح علی شاہ سے بھی پایا ہے جنکا مزار بھوجلا پہاڑی پر ہے۔ جس جگہ آپکا مزار ہے وہ جگہ خانقاہ میر محمدی مشہور ہے اور چتلی قبر کو آتے ہوئے داہنی طرف پڑتی ہے۔ میر صاحب کا انتقال سنہ ۱۲۴۲ھ میں بعہد بہادر شاہ ثانی ہوا۔

چتلی قبر یعنی مزار سید روشن شہید

آثار الصنادید و ہفت قلزم و یادگار دہلی میں لکھا ہے کہ یہ مزار آبادی شاہجہان آباد سے پہلے کا ہے اور لوگ سید روشن شہید کا مزار بتاتے ہیں۔ اور بعض گھوڑے کی قبر کہتے ہیں۔ مولوی [illegible] نے تحریر کیا ہے کہ ملفوظات شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ طبع ہوگئے ہیں [illegible] میں صاحب ملفوظات نے انکا نام حضرت مجد الدین لکھا ہے۔ یہ خیال تو محض لغو ہے کہ گھوڑے کی قبر ہے کیونکہ دراصل تین چار قبریں ہیں جو اندر تہ خانہ میں ہیں

اور پر صرف ایک کا نشان ہے لیکن ملفوظات کی بنسبت شاہ وقتیکہ یہ نہ دیکھ لیا جائے کہ جامع کون ہے اور کس پایہ کا ہے اور ملفوظات شاہ صاحب ہونے کا کیا ثبوت ہے کوئی رائے نہیں دیجا سکتی +

شاہ محمد علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ

آپ مرشد کامل ۔ تابع اکمل ۔ شریعت کے پابند صاحب سوز و گداز تھے اور ارشاد و ہدایت خلق مین بمقام گجرات مصروف ۔ جب وہان جیت سنگہ نے گاؤکشی منع کردی ۔ آپنے ایام وفات رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم مین کھانے فاتحہ کی مجلس واسطے درویشون کے ترتیب دی وہ کافر یہ دیکھکر آپکا دشمن ہوگیا اور ظلم و ستم کرنے لگا ۔ اس لئے آپ معہ اپنے یار دوستون کے وہان سے دہلی چلے آئے اسی زمانہ مین اس نے یہ عرضداشت بادشاہ فرخ سیر کے پاس بھیجی کہ یہ فقیر مکار جادوگر وہان پہنچکر لوگون کو گمراہ کریگا ۔ اسلئے بہتر یہ ہے کہ اسکو قید کرلیا جائے پس ملازمان شاہی نے آپکو معہ دیگر ہمراہیون کے مسجد جو ہین اندرون قلعہ مین قید کردیا ۔ اسی اثنا مین کسی بزرگ نے بادشاہ پر خواب مین عتاب کیا کہ اس بزرگ کو جلد رہائی دیجائے ورنہ غضب الٰہی مین گرفتار ہوجائیگا ۔ بادشاہ نے بیدار ہوتے ہی خواجہ سرا اون کو آپکے پاس بھیجا کہ بہت سی معذرت کرکے آپکو باہر نکال دین اور آپکو اختیار دین کہ جہان چاہین رہین چنانچہ بموجب حکم تعمیل ہوئی ۔ آپنے معہ رفیقونکے جامع مسجد مین آکر اقامت کی اور طالبون کے وعظ و ارشاد مین مصروف ہوئے آپنے ۱۹ رمضان ۱۱۳۱ھ مین بعہد فرخ سیر انتقال فرمایا ۔ آپکا مزار دہلی کی پہاڑی پر

ایک مسجد کے صحن میں جنوب کیطرف گنبد میں ہے +

سید داؤد رحمتہ اللہ علیہ

یہ مزار بھی شاہجہان آباد کی آبادی سے پہلے کا کہتے ہیں اور آپکو شاہ ترکمان بیابانی کا خلیفہ بتاتے ہیں اور حالات آپکے کچھ معلوم نہیں ہوئے - آپکا مزار محلہ سوئی والون میں قریب حوض کے ہے +

شاہ صابر بخش رحمتہ اللہ علیہ

آپ اپنے زمانہ کے برگزیدہ و مقدس بزرگ چشتیہ صابریہ خاندان کے ہیں - آپکے والد شاہ غلام نصیر الدین ابن شاہ غلام سادات چشتی قدس سرہٗ ابن شیخ عبد الواحد عرف نواب شاہ بازت خان برادر زادہ حقیقی شیخ محمد چشتی رح کے تھے آپ نے بہت سے بزرگون سے فیض پایا اور اپنے جد امجد شاہ غلام سادات سے خلافت پائی جنکا سلسلہ شیخ محمد ابراہیم رامپوری سے ملتا ہے - آپنے ۱۴ ار ربیع الاول ۱۲۳۵ھ کو بعہد بہادر شاہ ثانی انتقال فرمایا - آپکے مزار کے سرہانے جو لوح سنگین پر کتبہ ہے وہ بہادر شاہ ثانی کے ہاتھ کا لکھا ہوا اور براہ عقیدت تحفتہً بھیجا ہوا ہے فیض بازار میں آپکی خانقاہ مشہور ہے - اور یہ مقام صابر بخش کی باغیچی کہلاتا ہے -

آپکی وفات کے بعد آپکے فرزند رشید سید عبد اللہ رحمتہ اللہ علیہ سجادہ نشین ہوئے نہایت بزرگ نورانی صورت اور پرانے لوگون کا نمونہ تھے - اپنے والد ماجد

کے قدم بقدم سے ہے اور سنہ ۱۱۳۲ھ میں راہی ملک عدم ہوئے اور اپنے والد کے برابر مدفون ہوئے +

شاہ بڑے رحمۃ اللہ علیہ

آپکا اصلی نام معلوم نہین ہوا۔ آپ بزمانہ اورنگزیب بادشاہ تشریف لائے اور زیر قلعہ شاہجہان فروکش ہوئے تا در بہ خانہ ان کے بزرگ ہین اور صاحب تصرف بتاہے کہ آپکے سلسلہ کے مرید ابتک موضع بانگرمئو ضلع اوناؤ ملک اودھ مین موجود ہین۔ آپکا مزار سطحہ دریا مین راج گھاٹ کے سامنے ہے۔ لوگون کا بیان ہے کہ دریا خواہ کسیقدر طغیانی پر ہو آپکا مزار کبھی غرق نہین ہوا۔ آپکا سنہ وفات و دیگر حالات تحقیق نہین ہوئے +

مولانا شیخ کلیم اللہ جہان آبادی

آپ مشاہیر مشایخ کرام واکابر علمائے عظام سے ہین۔ عالم باعمل اور ولی کامل تھے۔ آپ نے شیخ ابوالرضا سے علوم ظاہری کی تحصیل کی اور شیخ ابوالفتح قادری کی خدمت مین رہکر علوم باطنی کی تکمیل کی فیض ارادت و خرقہ خلافت چشتیہ شیخ یحیی مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا اور سب سلسلون مین مجاز تھے میر محمد نقشبندی

حاشیہ متعلق صابر بخش۔ آپکے احاطہ مزار کے متصل چند قبور ہین کہ انمین سے ایک برابر ہی نمایان ہے۔ اسیطرح یہ دو قبر ہین کچھ فاصلہ پر جانب شرق متصل بارگ سپاہیان فوج ہمی ہوتی ہین جیسے تھا گیا برابر والیکو میر منور وغیرہ کی قبر کہتے ہین احتمال قوی ہے کہ یہ لین کی قبر میر محمد شفیع خلیفہ میر محمد لکھنوی کی

کے محرم راز تھے۔ آپکو سماع سے بہت شوق تھا۔ عرس اپنے پیرون کا کرتے تھے مگر سوائے مریدون کے کسی کو قوالی مین آنے نہ دیتے تھے۔ تالیف تفسیر و تعلیم حدیث و تکمیل وجدان مین سوائے نماز جمعہ کے گھر سے باہر نہ نکلتے تھے۔ امرا و سلاطین سے گریز کرتے تھے مگر وہ لوگ پہنچتے تھے۔ فرخ سیر بادشاہ نے ہر چند چاہا کہ وظیفہ مقرر کرے مگر آپ نے منظور نہ کیا اور صرف ۸ ماہواری جو آپکے مکان کے کرایہ کے آتے تھے اسمین بسر کی۔ آپکے رہنے کیلئے آپکے مرید و خلیفہ شیخ نظام الدین اورنگ آبادی نے عالمگیر ثانی سے ایک مکان شہر دہلی خانم کے بازار مین مانگ لیا تھا۔ اسمین آپ رہتے تھے۔ تفسیر کلیمی۔ سواء السبیل۔ تسنیم عشرہ کاملہ کشکول۔ مرقع۔ رقعات و شجرہ آپکی تصنیف سے ہین۔ اور شاہ نظام الدین اورنگ آبادی۔ مولانا عبدالصمد۔ شاہ محمد ہاشم۔ مولانا شاہ ضیاء الدین۔ خواجہ یوسف۔ خواجہ شریف مولانا شاہ جمال جے پوری آپکے خلیفہ ہوئے۔

آپ نے ۲۴ ربیع الاول ۱۱۴۲ھ کو بعہد محمد شاہ بادشاہ انتقال فرمایا۔ آپکا مزار لعل قلعہ و جامع مسجد کے درمیان مین ہے۔ کٹہرہ سبز لکڑی کا گرد چبوترہ لگا ہوا ہے۔

صوفی سرمد رحمتہ اللہ علیہ

آپ یہودی سے مسلمان ہوئے اور تجارت کرنے لگے۔ ایک عرصہ تک دنیاوی

سلہ حاشیہ شاہ کلیم اللہ جہان آباد۔ آپ کے مزار کے شرق مین قلعہ کی خندق پر ایک مزار سید بھورے کا مشہور ہے مگر یہ معلوم نہین ہوا کہ کون بزرگ ہین۔ مولف

سلہ جامع مسجد کے گوشہ شمال و مغرب مین لب سڑک ایک مزار ہے کہتے ہین کہ مہم سیارہ جو تعمیر مسجد مین ہو گیا تھا

خرید و فروخت میں مشغول رہے۔ اسکے بعد شحنۂ عشق نے چونکایا تجارت کے ولولے پیدا ہوئے اور شہر ٹھٹھہ میں ایک ہندو کے لڑکے پر عاشق ہو گئے مگر غلبۂ حال نے دامن کھینچا۔ اور مجاز سے حقیقت پر پہنچا دیا ادھر لڑکا بھی مال و دولت کو چھوڑ کر صوفی مشرب ہو گیا اور دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو گیا۔ پھر دونوں شاہجہان کے وقت میں دہلی آئے شہزادہ داراشکوہ معتقد مجذوبوں کے تھے شہرہ سنکر حاضر ہوئے اور بادشاہ کو بھی ترغیب دیتے رہے بادشاہ نے عنایت خان راسخ کو تفتیش حال کیلئے مقرر فرمایا عنایت خان نے ہر چند جستجو کی مگر کچھ پتہ نہ چلا ؎

میان عاشق و معشوق رمزیست   کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

آخر مایوس ہو کر بادشاہ کے سامنے یہ شعر پڑھا ؎

بر سرمد برہنہ کرامات تہمت است   کشفے کہ ظاہر است ازان کشف عورت است

بادشاہ نے فرمایا کہ یک گز کرپاس درین خلق تواند دوخت۔ آپ برہنہ پھرتے تھے جب عالمگیر کا زمانہ ہوا تو اس نے صوفی سے کپڑے نہ پہننے کی بابت سوال کیا آپ نے یہ رباعی فرمائی ؎ آنکس کہ ترا افسر سلطانی داد + مارا ہمہ اسباب پریشانی داد

پوشاند لباس ہر کرا عیبے دید   بے عیبان را لباس عریانی داد

ایک دفعہ تو ملا عبد القوی نے بادشاہ کے اشارہ سے آپکو بلا کر پوچھا کہ چرا عریان میباشی۔ تو سرمد نے جواب دیا کہ۔ شیطان قوی است۔ الغرض جب آپکی یہ حالت بڑھتی گئی اور آپ۔ من خدایم من خدایم من خدا کے نعرے مارنے لگے تو علمائے وقت نے آپکے قتل کا فتویٰ دیا۔ جب آپ مقتل میں پہنچے تو یہ شعر فرمایا۔

سر جدا کرد از تنم شوخیکہ با ما یار بود   قصہ کوتاہ گشت ورنہ درد سر بسیار بود

یہ واقعہ چوتھے سال جلوس عالمگیری ۱۰۷۲ھ میں ہوا آپکا مزار زیر جامع مسجد جانب شرق سرخ رنگ کا ہے اور کٹہرہ بھی سرخ لگا ہوا ہے۔ آپکی رباعیات نہایت اعلےٰ مضامین عشق و تصوف سے پر ہیں جو طبع ہو گئی ہیں۔

خادم مزار کا بیان ہے کہ آپکے پائیں میں ذرا الگ کو جو مزار ہے وہ آپکے خلیفہ شاہ محمد عرف ہینگا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جو قادریہ خاندان میں خلیفہ ہیں اور چشتیہ خاندان میں حافظ ظہور صاحب خلیفہ تھے جنکا مزار ضلع میرٹھ میں ہے۔

ہرے بھرے رحمۃ اللہ علیہ

آپکے حالات تحقیق طور پر معلوم نہیں ہوئے۔ آپکی درگاہ کے خادم کا بیان ہے کہ آپ سرمد صاحب کے پیر ہیں اور آپکا نام مخدوم شیخ کاظم سنگلائی ہے۔ سبزوار کے رہنے والے ہیں اور چشتیہ نظامیہ خاندان میں مجاز تھے۔ شاہجہان کے زمانہ میں دہلی آئے تھے۔ انکے پیر کا نام شاہ قلی ہے۔ سرمد چشتیہ خاندان میں آپکے مرید تھے اور قادریہ خاندان میں سید کبیر الدین کے جنکا مزار اوچ میں ہے۔ واللہ اعلم

شاہ آبادانی رحمۃ اللہ علیہ

آپکے والد میاں نور جمال صاحب سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ جب آپ سن تمیز کو پہنچے تو دہلی آئے اور مولانا میر محمد زکریا رحمۃ اللہ کے قریب مکان لیا اور مولانا ہی کے مرید ہوئے اور خلافت پائی اور مولانا کے انتقال کے بعد آپ مرجع خلایق بنے۔ مولانا فخر الدین علیہ الرحمہ سے صحبتیں رہیں بہت سے لوگ آپ سے فیضیاب ہوئے صوفی الذہن بلکہ

رومی۔ شہزادہ مرزا حاجی۔ شاہ کلو دہلوی۔ شاہ احسان علی پاک پٹنی آپکے خلیفہ ہوئے
آپنے ۹۶ برس کی عمر میں ۱۰ ربیع الاول ۱۲۴۳ھ کو بعہد بہادر شاہ ثانی انتقال
فرمایا۔ آپکے بھائی لعل محمد کی اولاد متولی مزار ہے اور آپکے خاندان کی بیتشانی ہے
کہ نیلے رومال سب کے پاس ہوتے ہیں۔ اس وقت آپکے سلسلہ میں مولانا شاہ مبارک حسین
مدرس اول ضلع اسکول دربھنگہ اور انکے خلیفہ شاہ سید حسین صاحب بہاری موجود
ہیں۔ آپکا مزار پنچکیون کے سامنے میدان میں جانب غرب نہر کے شمالی کونہ پر ہے

شاہ صدر جہان رحمتہ اللہ علیہ

آپ مرید و خلیفہ مخدوم شاہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کے ہیں۔ قادریہ چشتیہ۔ نقشبندیہ
خاندان میں مجاز تھے عرصہ تک دہلی میں ہنگامہ مشیخت گرم رکھا اور ہزاروں کو واصل
بخدا کیا۔ آخر ۱۳ ذیقعدہ ۱۲۴۲ھ کو بعہد شاہ عالم ثانی وفات پائی۔ آپکا
مزار روشن پورہ میں نئی سڑک پر ہے ؛

میران شاہ نانو رحمتہ اللہ علیہ

آپ حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی کے ہمعصر تھے۔ آپکا وطن تھانیسر ہے
اور شیخ جلال الدین تھانیسری کی اولاد میں ہیں۔ آپ بعد تکمیل علوم ظاہری و
باطنی دہلی آئے اور حریم مسجد فتحپوری میں ایک حجرہ کے اندر سکونت اختیار کی۔
رفتہ رفتہ آپکی کرامات و فیوض باطنی کی شہرت ہوگئی۔ آخر بعمر ۸۰ سال بعہد
محمد شاہ بادشاہ آپکا انتقال ہوا اور اسی مسجد کے احاطہ میں مدفون ہوئے ؛

شاہ جلال رحمۃ اللہ علیہ

آپ خلیفہ میران شاہ نانو کے ہین۔ میران شاہ نانو کے بعد آپ انکے جانشین ہوے اور اسی حجرہ مین مسند خلافت پر بیٹھے۔ باوجود توکل شاہ کو آپکی طرف سے غریبون کو کھانا ملتا اور لنگر جاری رہتا بعد وفات بعہد محمد شاہ اپنے پیر کے برابر مدفون ہوے دونون حضرات کا عرس ربیع الاول کی ۹۔ تاریخ کو ہوتا ہے۔ سن وفات وغیرہ معلوم نہین ہوا۔

سید عبدالرحمٰن گیلانی رح

آپ بڑے مستند اولیاؤن مین سے ہین قادریہ خاندان کے بزرگ ہین اور سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ پنجاب کے مشہور بزرگ کے پروردہ ہین۔ صاحب تصرف و کرامات تھے۔ آپکا مزار اسٹیشن ریل صدر بازار کے مسافر خانہ کے پیچھے ہے

بھولو شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ پنجاب کے رہنے والے تھے۔ سلسلہ قادریہ رزاقیہ مین شاہ عبدالمجید کے خلیفہ ہین اور مولانا فخرالدین چشتی و شاہ نانو کے صحبت یافتہ۔ آپ مجذوب سالک تھے

۵ؔ تیلی واڑہ مین ایک بزرگ مجذوب المعروف بہ داداجی رہتے تھے ایک لنگوٹی باندھے فیل مست کیطرح بیٹھے رہتے تھے اہل حاجات جاتے اور کثر مرادین چاہتے تو آپ ضرور کچھ طلب فرماتے تھے اور جو کچھ لوگ دیتے آپ ایک عورت کو جو آپکی خدمت کرتی تھی اور بچہ بچونکو دیتے تھے

۵۲ؔ قریب واڑہ کے ایک مزار پیر غیب کا مشہور ہے مگر ہمکو انکے حالات کچھ معلوم نہین ہوے۔

آپنے ۲۰ محرم سنہ ۱۲۲۱ھ کو بعہد شاہ عالم ثانی انتقال فرمایا۔ آپکا مزار کابلی دروازہ کے باہر مشہور ہے ۔

شاہ حفیظ الدین رحمتہ اللہ علیہ

آپ مرید خاص بھولو شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے ہین اور بھولو شاہ کے مزار کے قریب آپکا بھی مزار ہے ۲۴۔ ذیقعدہ سنہ ۱۲۳۶ھ بعہد اکبر شاہ ثانی آپ نے انتقال کیا آپکے پائین ہین آپکے صاحبزادہ و خلیفہ شاہ غلام محمد صاحب کا مزار ہے اور انکا انتقال بعہد بہادر شاہ ثانی ہوا ہے ؎

شاہ عبد الرزاق رحمتہ اللہ علیہ

آپ قادریہ خاندان کے بزرگ ہین۔ ۵ صفر کو آپکا عرس ہوتا ہے۔ آپکا مزار سبزی منڈی گلی کمہار والی مین ہے۔ آپکے متعلق مفصل حالات ہمکو معلوم نہین ہوئے ۔

شاہ آفاق دہلوی رح

آپ مشاہیر مشایخ کرام و علمائے عظام سے ہین جامع علوم ظاہری باطنی و صاحب تصرفات تھے اور آپ مرید و خلیفہ خواجہ ضیاء اللہ نقشبندی خلیفہ خواجہ محمد زبیر کے تھے۔ آپکا سلسلہ نسب چھ واسطون سے شیخ مجدد الف ثانی تک پہنچتا ہے اور سلسلہ باطن پانچ واسطون سے۔ آپ خواجہ میر درد

رحمۃ اللہ علیہ کی بھی صحبت میں رہے ہیں اور فوائد باطنی اخذ کئے ہیں۔ آپ کابل تشریف لیگئے تو زمان شاہ بادشاہ بادشاہ کابل آپکا مرید ہوا شاہ غلام علی آپکی تعریف کرتے تھے اور اپنے مریدوں کو بعد تعلیم آپکی خدمت میں بھیجتے تھے جب آپ چادر دیدیتے تو تکمیل پوری سمجھتے۔ آستانہ آپکا مخزن فیض و برکت بنا ہوا تھا دور دراز ملکوں سے لوگ آتے اور فیض پاتے تھے۔ مولانا شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی اور شاہ نصیر الدین دہلوی آپکے خلفا میں سے ہیں اور حاجی امداد اللہ مہاجر بیت اللہ اول بھی شاہ نصیر الدین دہلوی کے مرید ہوئے تھے۔ آپنے ۷ محرم ۱۲۶۵ھ کو بعہد اکبر شاہ ثانی وفات پائی۔ آپکا مزار سبزی منڈی کے قریب تعلیپورہ میں آٹے کی کل کے متصل چھوٹی سی مسجد کی پشت پر احاطے کے اندر ہے حاجی علاء الدین آپکے خلیفہ و جانشین تھے۔

شاہ فرہاد رحمۃ اللہ علیہ

آپ بہت با خدا عارف کامل ابو العلائی خاندان کے ہیں اور شاہ دوست محمد کے خلیفہ۔ جنکا مزار اورنگ آباد میں ہے اور وہ خلیفہ شاہ ابو العلائی رحمۃ اللہ علیہ کے تھے حالت استغراق نے آپ پر غلبہ کیا تھا خوراک و پوشاک سے اکثر بیخبر رہتے ہمیشہ ذاکر و شاغل تھے اکثر وقت خود کو آپ گم کر دیتے تھے اور ڈھونڈنے پر جستجو کرتے تھے اگر کوئی پوچھتا حضرت کیا ڈھونڈھتے ہو تو آپ فرماتے فرہاد یہاں بیٹھا تھا کہاں گیا توجہ آپکی قوی التاثیر تھی ایک نگاہ میں آدمی بیہوش ہوجاتا ہنگام سماع میں مراقب بیٹھتے عالم محویت کی سیر کرتے آپکے کشف و کرامات و جذبات بیحد ہیں میر اہل اللہ محمد ہادی الدین آپکے خلفا ہوئے۔ آپ نے ۲۵ جمادی الثانی سنہ ۱۲۳۵ھ

میں بعہد فرخ سیر انتقال فرمایا۔ مزار آپکا چھوٹی نوبستی کے باغکے متصل دوسرے
باغ میں مغرب کیجانب ہے اسوقت آپکے سلسلہ کی ایک شاخ میں شاہ عبداللہ صاحب
جھنجھنو ضلع شیخاواٹی ریاست جیپور میں اور دوسری شاخ میں آغا محمد داؤد صاحب
حیدرآباد میں موجود تھے۔

بایزید اللہ ہو رحمۃ اللہ علیہ

آپ مقصو کے پٹھانوں میں سے ہیں بایزید ثانی تھے ہمیشہ مشاہدہ دوست سے مسرور
آپ ہمیشہ ایک چادر و کرتہ و لنگوٹہ سرخ و کمر بند چرمی باندھے ہوئے ننگے سر ننگے پاؤں کوچہ و بازار میں
اللہ ہو کہتے پھرتے تھے اور ایک جماعت خورد و کلاں کی آپکے ساتھ ہوتی تھی جو کچھ ملتا اتفاقاً فی الفور
حاضرین کو دیدیتے اور جو کوئی بیمار آپکے پاس آتا اسکا علاج کرتے تھے۔ لکھا ہے کہ ایکدن بازار میں
ایک عورت جو بہت سے امراض سخت میں مبتلا اور خستہ حال تھی آپکے سامنے سے گزری۔ آپنے
فرمایا کہ تیرا کوئی والی ہے اُس نے کہا سوا خدا کے کوئی نہیں آپنے اُس سے کہا کہ اگر میرے نکاح میں آجائے
تو تیرا علاج کردونگا اِس نے بخوشی قبول کیا آپنے اُس سے نکاح کرلیا اور اپنے کندھے پر بٹھا کر اپنے
گھر لیگئے اور اپنے ہاتھ سے اسکا منہ دھلایا آنکھوں سے چیپڑ نکالے اور اپنے پلنگ پر نرم بچھونا بچھا کر
اسکو سلایا اور اسکی دوا و غذا میں مشغول ہوئے خدا کے فضل سے وہ ایک ہفتہ میں تندرست ہوگئی
آپنے مہر کے علاوہ اور کچھ دیکر اسکو طلاق دیدی اور نماز روزہ عصمت و عفت رکھنے کی نصیحت
کی چنانچہ وہ عورت بڑی عابدہ ہوگئی۔ اسیطرح آپکو سفارش کرنے اور دنیا کی مراد پوری
کرانے میں بہت دسترس تھی۔ آپنے بادشاہ وقت عالمگیر سے کہا کہ تو جو نائب پیغمبر ہے
کیوں سنت بجا نہیں لاتا اور لڑکیوں کا نکاح نہیں کرتا بادشاہ نے آپکے حکم کے بموجب عمل کیا

حالانکہ یہ بات بادشاہوں کے کم ہوتی ہے آپنے ۹ جمادی الاول سنہ ۱۰۹۵ھ میں بعہد اورنگ زیب عالمگیر انتقال فرمایا۔ آپکا مزار روشن آرا باغ کے متصل ہے۔

حافظ محمد عابد سنامی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مرید و خلیفہ شیخ عبد الاحد مجددی نقشبندی بن احمد سعید بن مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہم کے ہیں اور مرزا مظہر جانجاناں کے پیر صحبت۔ آپ علم و عمل و پرہیزگاری تقویٰ میں اولیاء وقت سے سبقت لیگئے تھے رات دن عبادت میں مشغول رہتے اور ہر رات کو نماز تہجد میں ساٹھ دفعہ سورۂ یٰسین پڑھتے تھے اور بہار کے زمانہ میں ۵ سو دفعہ پڑھتے تھے۔ ایک ہزار بیس دفعہ کلمہ شریف۔ ہزار بار نفی اثبات بحبس نفس و تلاوت قرآن شریف و ہزار بار درود شریف آپکا روزمرہ کا ورد تھا روزانہ دو سو آدمی علما و صلحا آپکی خدمت میں رہا کرتے تھے۔ آپنے سنہ ۱۱۶۰ھ میں بعہد محمد شاہ بادشاہ انتقال فرمایا آپکا مزار روبرو مبارک باغ منارہ لب سڑک کے قریب کھیتوں میں ہے۔

مخدوم شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ

آپ سید مخدوم عالم حسینی الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں ہیں اور سید محمد قنوجی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وہ مرید بحر العلوم شاہ محب اللہ الہ آبادی کے اور وہ مرید خواجہ ابو سعید کے تھے بزرگ صاحب کرامات تھے عالمگیر کے شروع زمانہ میں بطریق سیر الہ آباد سے دہلی آئے اور عمارت فیروزی متصل وزیرآباد کنارہ جمنا پر مدتوں ریاضت میں اور طالبوں کے ارشاد و گمراہوں کی ہدایت میں گزارے آخر ۱۰ جمادی الاول سنہ ۱۱۴۳ھ میں بعہد

محمد شاہ بادشاہ انتقال فرمایا۔ آپکا مزار موضع وزیرآباد میں ہے اور آپکے
مرید شاہ صدر جہاں رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کیلئے موضع مولڑ بند شاہی وقت
سے جاگیر میں ہے ۔

بسم اللہ

تقریظ و قطعہ تاریخ عطیہ جناب شاہزادہ مرزا امیر الملک گورگانی المتخلص بہ احقر معروف بہ مرزا یلاقی

واہ واہ سبحان اللہ کیا بات ہے یہ کتاب باقیات الصالحات ہے جسکی خوبی کے گواہ
مزارات اور حصول زیارات اور باعث فیوض صاحب کرامات ہے اللہ تعالیٰ محمد عالم شاہ
کی کوشش کو قبول فرمائے اور اہل اللہ کو حیاتی بنائے اور اس احقر کو بھی انکے ساتھ لگائے
اور سنت و شریعت پر مضبوط جمائے اور اولیائے کرام کے ساتھ حشر کرائے آمین
یارب العالمین بحق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اجمعین ۔

قطعہ تاریخ

ذکر و نشان و جا و مزارات اولیا	از دور روزگار نہان بود شد عیان
شد این کتاب آئینہ فیض اصفیا	تاریخ شد زغیب مزارات خواجگان

سنہ ۱۳۳۰